بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ
بدر
قادیان

جلد ۱۹ | شمارہ ۴۶

The Weekly Badr Qadian

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر: خورشید احمد انور

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ نئے پیسے

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۰ نبوت (نومبر)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مورخہ ۵ نبوت کی موصولہ اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت بفضلہ تعالیٰ پہلے کی نسبت بہتر ہے۔ احباب جماعت توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین ——— حضور کی حرم محترمہ حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت بھی نزلہ کی تکلیف کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے بھی دعا کریں۔

قادیان ۱۰ نبوت۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمد للہ۔

قادیان ۹ نبوت۔ باغ بہشتی مقبرہ میں واقع مقدس مقام "شاہ نشین" جو گزشتہ دنوں گر گیا تھا، کی از سرِ نو تعمیر کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔ آج بعد نماز عصر بوقت ۴½ بجے شام سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب عمل میں آئی۔ محترم حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان، محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد

۱۱ رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ	۱۲ نبوت ۱۳۴۹ ہش	۱۲ نومبر ۱۹۷۰ء

(قسط نمبر ۱)

چنتہ کنٹہ ضلع محبوب نگر آندھرا پردیش میں

سہ روزہ آل انڈیا احمدیہ کانفرنس کا انعقاد اور مسجد فضلِ عمر کا افتتاح

آندھرا پردیش اور ہندوستان کی دور دراز جماعتوں سے آنیوالے پانچ ہزار سے زائد احمدی احباب کا روح پرور اجتماع

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان کی شرکت اور اہم دینی مصروفیات

رپورٹ مرتبہ:- مکرم میر احمد صادق صاحب ایم۔ اے حیدر آباد

چنتہ کنٹہ شہر حیدر آباد سے قریباً ۸۴ میل جنوب مغربی سمت میں ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جہاں پہنچنے کے لئے قریباً ۷۲ میل تک بہت اچھی سڑک ہے۔ یعنی قومی شاہراہ پر جڑچرلہ تک سفر نہایت آرام سے کیا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد ضلع محبوب نگر کے صدر مقام شہر محبوب نگر پر سے گزرتے ہوئے دیورکدرہ نامی موضع سے چند میل آگے تک بھی پختہ سڑک ہے۔ لیکن دیورکدرہ سے آگے چنتہ کنٹہ تک جتنے راستے جاتے ہیں وہ نہایت ہی دشوار گزار ہیں۔ دو راستے قریبی ہیں اور ایک راستے پر ندی حائل ہے۔ اور دوسرے پر ایک بڑا نالہ ملتا ہے اور ان دونوں پر پل نہ ہونے کی وجہ سے خصوصاً برسات کے موسم میں یہ راستے ناقابلِ عبور و مرور ہو جاتے ہیں۔ ایک تیسرا راستہ بھی ہے جس سے قریباً ۱۸ میل کی مسافت زیادہ ہو جاتی ہے اور برسات زیادہ ہو تو چکنی مٹی کی وجہ سے اس سڑک پر بھی سفر جابجا تکلیف دہ ہو جاتا ہے۔ موجودہ زمانے میں آمد و رفت کی سہولتوں سے محروم اس بستی میں آج سے پچاس سال قبل احمدیت کا پیغام پہنچا اور اس گاؤں کے سب سے پہلے احمدی حضرت سیٹھ محمد حسین صاحب مرحوم تھے جنہوں نے حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ یادگیری کی تبلیغ سے احمدیت قبول کی۔ حضرت سیٹھ محمد حسین صاحب احمدی مرحوم نے احمدیت قبول کرنے کے بعد اپنی تبلیغ اور نیک نمونے اور بہترین تربیت کے ذریعہ اپنی وفات تک اپنے گاؤں اور اطراف و اکناف کے دیہات میں مضبوط جماعتیں قائم فرما دیں۔ اور اب چنتہ کنٹہ۔ وڈمان۔ منگال چیڑ۔ اور امر چنتہ کے قریبی دیہاتوں میں تقریباً تین چار سو احمدی مرد و خواتین بستے ہیں۔ سیٹھ صاحب کے نیک نمونے اور بلند کردار کی وجہ سے تمام لوگ انہیں "اُستاد" کے لقب سے مخاطب کیا کرتے تھے۔ حضرت سیٹھ محمد حسین صاحب مرحوم کی اولاد میں سے اس وقت چار فرزندان اور دو دختران ہیں۔ ایک فرزند محمد اعظم صاحب مرحوم نوجوانی کی عمر میں وفات پا گئے۔ محترم سیٹھ صاحب کے فرزندان میں محترم سیٹھ الحاج محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد و چنتہ کنٹہ سب سے بڑے ہیں۔ ان کے بعد مکرم سیٹھ محمد اسماعیل صاحب، مکرم سیٹھ محمود احمد صاحب اور مکرم سیٹھ رشید احمد صاحب ہیں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سچے محبوں کے اموال اور نفوس میں برکت ڈالے گا اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت سیٹھ محمد حسین صاحب مرحوم کی اولاد کے اموال اور انفاس میں بے انتہا برکت ڈالی ہے۔ اللّٰھمّ زِد فَزِد۔ حضرت سیٹھ محمد حسین صاحب مرحوم نے ۲۴ جون ۱۹۵۳ء کو وفات پائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہوئے۔

محترم [illegible] سیٹھ محمد معین الدین صاحب اپنے والد مرحوم کی وفات سے قبل ہی چنتہ کنٹہ کے اور پھر حضرت الحاج سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حیدر آباد و سکندر آباد اور چنتہ کنٹہ وغیرہ کی جماعتوں کے بھی امیر مقرر ہوئے۔ محترم الحاج سیٹھ محمد معین الدین صاحب کی شخصیت ہندوستان کی احمدی جماعتوں کے لئے محتاج تعارف نہیں ہے۔ آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم قادیان دارالامان میں حاصل کی۔ اور اپنے ایام جوانی سے اب تک سوائے ۱۹۴۷ء و ۱۹۴۸ء کے بلاناغہ جلسہ سالانہ قادیان دارالامان میں شمولیت فرماتے رہے ہیں۔ اور ۱۹۵۴ء سے مسلسل آپ کو قادیان کے جلسہ سالانہ میں کسی ایک جلسہ کی صدارت سے بھی سرفراز فرمایا جاتا رہا۔ اس کے علاوہ محترم امیر صاحب موصوف ہمیشہ جماعتی کاموں میں مثلاً اشاعت لٹریچر۔ مالی قربانی۔ تبلیغی اور تربیتی وفود [illegible] شرکت وغیرہ کے سلسلے میں بھی ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ اور ہندوستان کی جماعتوں کے لئے ایک معروف شخصیت ہیں خصوصاً [illegible] کے بعد جب سے کہ محترم سیٹھ [illegible] صاحب کو جماعت احمدیہ حیدر آباد ——— (باقی دیکھیں صفحہ [illegible] پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۲ر نبوت ۱۳۴۹ ہش

مُسلمانانِ عالَم کے لئے ہیئتِ جامعہ

بدر کی ایک گزشتہ اشاعت میں ہم واضح دلائل کے ساتھ یہ بات بیان کر چکے ہیں کہ موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کی زبوں حالی کے وقت ان کو باوقار قوم بنا دینے کے لئے جس "ھَیئَتِ جامِعہ" کی اندر ہی اندر دلوں میں خواہش اور تمنا پیدا ہوتی رہی ہے اس کی شدت اب پہلے سے زیادہ ہوگئی ہے۔ وہ رُوحانی وجود امام الزمان حضرت مہدی علیہ السلام کا ہی ہے۔ اس کے سوا کسی دُوسرے کی مجال نہیں کہ عالَمِ اسلام کو کسی بھی کلمہ واحدہ پر جمع کر سکے ——!! یہ ایک ایسی بیّن صداقت ہے معقولی رنگ میں کوئی بھی سچا مسلمان اِس سے انکار نہیں کر سکتا۔

اس امر کی تائید میں ہمارے پاس قرآن کریم اور احادیث کے پختہ شواہد ہیں۔ ان میں سے اوّل نمبر پر خود رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وہ عظیم الشان بشارت ہے جو امام مہدی کے ذریعہ خلافت علیٰ منہاج النبوّت کے قیام سے تعلق رکھتی ہے۔ حدیث ملاحظہ ہو:۔

"عن حذیفۃ قال، قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تکون النبوّۃ فیکم ما شاء اللہ ان تکون، ثمّ یرفعها اللہ تعالیٰ ثمّ تکون خلافۃ علیٰ منهاج النبوّۃ ما شاء اللہ ان تکون ثمّ یرفعها اللہ تعالیٰ ثمّ تکون مُلکًا عاضًّا فتکون ما شاء اللہ ان تکون ثمّ یرفعها اللہ تعالیٰ ثمّ تکون مُلکًا جبریّۃ فیکون ما شاء اللہ ان [illegible] ثمّ یرفعها اللہ تعالیٰ ثمّ تکونُ خلافۃٌ علیٰ منهاج نبوّۃٍ ثمّ سکت۔" (مشکوٰۃ مجتبائی ص۴۶۱ کتاب الفتن)

حضرت حذیفہؓ کی اس لمبی حدیث میں مسلمانوں کے ساتھ آئندہ وقوع پذیر ہونے والے تفصیلی حالات کے بارہ میں خبر دی گئی ہے۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں میں تقدیرِ الٰہی کچھ اس طرح جاری رہے گی کہ پہلے نبوّت کا زمانہ ہوگا۔ (جو حضورؐ کا اپنا زمانہ ہے) اس کے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوّت ہوگی۔ یعنی شخصی خلافت مراد یہ ہے کہ جس طرح نبی کا ایک وجود سب کا مطاع ہوتا ہے اسی طرح اس کی نیابت میں ایک وقت میں ایک ہی شخص کو منصب خلافت پر فائز کیا جائے گا اور یہ سلسلہ خلافت ایک وقت تک قائم رہے گا جیسا کہ سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ خلافتِ راشدہ کا قیام عمل میں آیا۔ فرمایاؐ پھر علی الترتیب ملک عاضّ اور ملک جبریّہ کا دَور ہوگا۔ اس پُر آشوب زمانہ کے تمام ہو جانے کے بعد پھر "خلافت علیٰ منہاج النُّبُوّۃ" ہوگی۔

اس جگہ مشکوٰۃ شریف مجتبائی کے حاشیہ میں لکھا ہے "الظاھر انّ المراد بہٖ زمن عیسیٰ والمھدی" یہ بات ظاہر باہر ہے کہ اس سے حضرت عیسیٰ اور مہدی کا زمانہ مراد ہے۔" گویا مسیح موعود و امام مہدی کے ذریعہ ایک بار پھر اُمّتِ محمدیّہ میں خلافت علیٰ منہاج النبوّت کا بابرکت دَور آنے والا ہے۔ جس صورت میں کہ امام مہدی اپنے زمانہ کے امام ہوں گے۔ لازماً یہی بابرکت وجود مسلمانوں کے لئے "ھیئتِ جامعہ" ہوگا۔ ان کے ذریعہ ایک بار پھر مسلمانوں کا رشتۂ اخوت محکم ہوگا۔ جس طرح اسلام کے صدرِ اول میں معرضِ وجود میں آیا، پھر مسیح موعود و مہدی معہود (جو لا المہدی الّا عیسیٰ کے مطابق ایک ہی وجود کے دو الگ الگ نام ہیں) کی طبعی وفات کے بعد اسی طرح خلافت چلے گی جس طرح صاحبِ نبوّتؐ کی وفات کے بعد اسلام کے صدرِ اوّل میں ہوُا۔ فرق صرف یہ ہے کہ اسلام کے صدرِ اوّل میں خلافت کے زمانہ کی زبانِ نبوی سے تحدید کی جا کر پیشگوئی میں واضح کر دیا گیا تھا کہ "ثمّ یرفعها اللہ تعالیٰ" کہ کچھ دیر بعد مسلمان اس نعمت سے محروم ہو جائیں گے۔ مگر مسیح موعود اور مہدی کے زمانہ کی خلافت علیٰ منہاج نبوت کے بعد "ثمّ یرفعها اللہ تعالیٰ" کے الفاظ نہیں۔ بلکہ ثمّ سَکَتَ کے الفاظ ہیں۔ اس سے وہی مضمون مستفاد ہوتا ہے جس کا ہم نے ابھی ذکر کیا۔

اس موقعہ پر ہم بڑے ادب و احترام کے ساتھ اپنے ان تمام غیر از جماعت مسلمان بھائیوں کو اس امر کی دعوتِ فکر دیتے ہیں کہ الامام المھدی اور مسیح موعود یا اس برگزیدہ وجود کے زمانہ سے متعلق جو تفصیلات قرآن و حدیث میں بیان ہوئی ہیں ان سب پر سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے اور یہ امر معمولی نوعیت کا نہیں کہ کوئی سچا مسلمان اس سے بے توجہی برتے۔ اس لئے کہ

۞—— امام مہدی کا وجود اپنے زمانہ میں بہت ہی اہمیت رکھتا ہے۔ اس کی اہمیت اسی بات سے ظاہر ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم نے تا قیامت پیدا ہونے والے کروڑوں کروڑ امتیوں میں سے اگر کسی کا خصوصیت سے ذکر کرکے اُسے سلام بھیجا ہے، تو وہ امام مہدی کا وجود ہے۔

بعض لوگ اپنی نادانی یا پھر لوگوں کو دھوکہ دینے اور صحیح بات سے بے راہ کرنے کے لئے یہ بھی کہنے لگے ہیں کہ کسی امام مہدی یا مسیح موعود کے آنے کی ضرورت نہیں۔ حالانکہ اُمّت کی زبُوں حالی بجائے خوُد ایسے مردِ کامل کی ضرورت پر دال ہے۔ ماسوا اس کے حقیقی اور زندہ ایمان جس کے نتیجہ میں دنیا کے اندر پُر امن رُوحانی انقلاب آتے رہے ہیں۔ اس سے اس وقت کے مسلمان خالی ہو چکے ہیں۔ اسی لئے تو ان کا وجود باوجود عددی کثرت کے کفر کی دُنیا کے سامنے قطعی بے حقیقت ہو چکا ہے۔ (اور اس کا اعتراف روزنامہ الجمعیتہ دہلی کے مقالہ نویس خود کر چکے ہیں) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق امام مہدی اور مسیح موعود کے برگزیدہ وجود کے ذریعہ سے ہی مسلمانوں کے اندر وہ تازہ اور زندہ ایمان اپنی اصلی شان کے [illegible] ظاہر ہونے والا ہے۔ اس کے لئے آپ بخاری شریف کی وہ حدیث مستحضر کریں جس میں سورت جمعہ کی آیتِ کریمہ "وَ اٰخرین منھم لمّا یلحقوا بھم" کے بارے میں جب صحابہ کرامؓ نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ مَنْ ھُم یا رسول اللہ؟ تو جواب میں حضورؐ نے اسی مجلس میں بیٹھے حضرت سلمان فارسیؓ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:۔

"لو کان الایمانُ عند الثریا لنالہ رجل (اورجال) من ھٰؤلاء"

اس حدیث سے حسب ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں:۔

(۱) مسیح موعود اور مہدیٔ معہود کے نزول کے وقت عامّۃ المسلمین کے دلوں میں سے حقیقی ایمان اٹھ چکا ہوگا۔

(۲) اس برگزیدہ وجود کے ذریعہ ہی دلوں میں حقیقی ایمان کی رُوح پیدا ہوگی۔

(۳) اس منصبِ عالی پر فائز ہونے والا برگزیدہ وجود خاندانی اعتبار سے حضرت سلمان فارسیؓ کا ہم قوم یعنی فارسی النسل ہوگا۔

(۴) اس کے ذریعہ ایک ایسی جماعت تیار ہوگی جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کا پورا نقش اپنے اندر رکھتے ہوئے صحابہؓ کے مثیل بن جائیں گے۔ جبکہ حضرت مہدی علیہ السلام کا وجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں ان کی ایسی اعلیٰ تربیت کرنے والا ہوگا کہ وہ لوگ دین کے لئے ہر قسم کی جانی اور مالی قربانیاں صحابہ کرامؓ کی طرح ہی پیش کرتے والے ہوں گے۔

پس فی زمانہ کسی بھی مسلمان کا ایمان کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ امام مہدی کے ساتھ اور ایمانی رنگ میں وابستہ نہ ہو جائے۔ اس لئے کہ بموجب صراحت نبوی حقیقی اور زندہ ایمان وہی ہے جسے مسیح موعود نے پیش کیا ہوگا۔ دوسرے لوگوں کے "ایمان" نام کے ایمان تو کہے جا سکتے ہیں مگر ایمان کی حقیقی رُوح ان میں موجود نہ ہوگی۔ اسی لئے تو اُن کے ایمان بے حرکت ہوں گے اور ان میں زندگی کا کوئی بھی شائبہ دکھائی نہیں دیگا۔ جیسا کہ اس وقت عام مشاہدہ ہے۔ احمدیّہ جماعت کے افراد باوجود قلیل التعداد اور مجموعی طور پر غریب افراد ہونے کے ساری دُنیا میں خدمت و اشاعتِ دین کے لئے جو غیر معمولی کام کر چکے ہیں اور کر رہے ہیں، یہ صرف اور صرف زندہ ایمان کی برکت ہے۔ ان کے دلوں سے دُنیا کی محبت سرد ہو کر اسلام کی خاطر ہر قسم کی قربانیاں دینا اُن پر آسان ہو گیا۔

اس کے مقابلہ میں دوسرے مسلمان ہیں۔ وہ بڑی بڑی حکومتوں پر بھی فائز ہیں۔ ان کے ہاں دولت کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ مگر ٹھوس بنیادوں پر خدمت و اشاعتِ دین کا وہ کام جو جماعت احمدیہ نے کر دکھایا ہے آج کسی اسلامی مملکت یا کسی بھی اسلامی فرقہ سے نہیں ہو پایا۔ اسی طرح احمدی احباب کی اپنی زندگیاں دوسرے مسلمانوں کے مقابل پر مثالی زندگیاں ہیں۔ ذاتی نیکی اور اسلامی تعلیمات کا ہمہ جہتی صحیح نمونہ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ یہ وہی چیز ہے

(باقی دیکھیو صفحہ ۱۱ پر)

ذکرِ الٰہی، انابت الی اللہ اور روحانیت سے معمور فضاء میں

دار الہجرت ربوہ میں انصار اللہ، خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کے بابرکت سالانہ اجتماعات

ہر سہ ذیلی تنظیموں سے سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے ولولہ انگیز خطابات

گزشتہ ماہ ربوہ میں جماعتِ احمدیہ کی ہر سہ ذیلی مجالس انصار اللہ، خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کے سالانہ اجتماع منعقد ہوئے۔ ان اجتماعات سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو بصیرت افروز خطابات فرمائے ان کا مفہوم ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔
ایڈیٹر

سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ

مورخہ ۲۳ اخاء (مطابق ۲۳ اکتوبر ۱۹۷۰ء) بروز جمعۃ المبارک انصار اللہ مرکزیہ کا پندرھواں سالانہ اجتماع اپنی مخصوص روایات کے ساتھ ذکرِ الٰہی اور انابت الی اللہ کے روح پرور ماحول میں شروع ہو کر مورخہ ۲۵ اخاء کو بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ گاہ میں تشریف لا کر اجتماعی دعا کرائی اور پھر نہایت بصیرت افروز خطاب سے انصار اللہ کو نوازا۔

حضور اقدس نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ اسلام کے جس عظیم کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو قائم فرمایا ہے اس کا تعلق صرف ہماری ایک نسل سے نہیں ہے بلکہ نسلاً بعد نسلٍ یہ تعلق چلتا چلا جائے گا۔ اس وجہ سے عظیم ذمہ داریاں ہم پر اور ہماری نسلوں پر عاید ہوتی ہیں۔ ہماری بنیادی ذمہ داری یہ ہے کہ ہم اپنی آیندہ نسلوں کی صحیح تربیت کریں تاکہ وہ اپنی ان ذمہ داریوں کو ادا کر سکیں۔ اور پھر ہمارے لئے اس ذمہ داری کو ادا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ایک مربی میں جو جو صفات ہونی چاہئیں وہ سب ہم میں موجود ہوں۔ ہم متقی ہوں۔ عاجزانہ راہوں کو اختیار کرنے والے ہوں۔ اور ہمارا اپنے رب کریم سے زندہ تعلق قائم ہو۔ ہمارا ایمان محض فلسفیانہ ایمان نہ ہو بلکہ ہم اللہ تعالیٰ کی قوت کا اور اس کی قدرتوں کا خود مشاہدہ کرنے والے ہوں۔ تب جا کر ہم اپنی نسلوں کی صحیح تربیت کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

حضور نے فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے ہمیں جو وعدے دئے گئے ہیں وہ کوئی نئے وعدے نہیں ہیں بلکہ انہی وعدوں کو دوہرایا گیا ہے جو قرآن مجید نے ہمارے ساتھ کئے ہیں۔ پس ان وعدوں کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو بنیادی شرط بیان فرمائی ہے وہ ایمان کی پختگی اور ایمان کی ایسی ہمہ گیری ہے کہ وہ ہماری زندگی کے ہر شعبہ اور ہر حصہ میں کارفرما ہو۔

حضور نے فرمایا اس بنیادی شرط کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جو وعدے مومنوں سے قرآن کریم میں کئے ہیں انہی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہماری زبان میں اور ہمیں سمجھانے کے لئے زیادہ سہل اور آسان رنگ میں دوہرایا ہے۔

اس کے بعد حضور اقدس نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معرفت اور بصیرت سے لبریز ارشادات پڑھ کر سنائے جن میں اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے سلسلہ میں پختہ اور ہمہ گیر ایمان کے تقاضوں کے طور پر یہ چار بنیادی باتیں بیان کی گئی ہیں کہ:۔

۱۔ اس ایمان میں دنیا کی کسی قسم کی ملونی نہ ہو

۲۔ وہ ہر قسم کے نفاق سے پاک ہو

۳۔ وہ کسی قسم کی بزدلی سے آلودہ نہ ہو

۴۔ اس میں کامل اطاعت کا رنگ پایا جاتا ہو۔

حضور نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے وعدے کے سلسلہ میں جن چار بنیادی باتوں کا ذکر فرمایا ہے انہیں پہلے ہی قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ بیان فرما چکا ہے۔ چنانچہ حضور اقدس نے قرآن مجید کی مختلف آیات تلاوت فرما کر بتایا کہ یہ چاروں باتیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائیں قرآن مجید میں ان کا ذکر موجود ہے۔ حضور نے ان چاروں بنیادی باتوں کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ مومن کا ایمان کسی طور پر بھی دنیا کی ملونی سے آلودہ نہیں ہوتا۔ اس کی زبان، اس کا فکر اور اس کے تمام اعمال نفاق اور بزدلی سے یکسر خالی ہوتے ہیں اپنے رب کے پیار کے سلوک کو دیکھ کر اور اس کے وعدوں پر کامل یقین ہونے کی وجہ سے دنیوی فتنوں اور مخالفتوں سے ذرہ بھر بھی مرعوب نہیں ہوتا۔ وہ ہر وقت چوکس اور ہوشیار رہتا ہے تاکہ کامل اطاعت کا کوئی تقاضا ایسا نہ رہے جس پر وہ عمل نہ کر سکے۔ اس سلسلے میں حضور نے اپنے سفر افریقہ کے ایمان افروز حالات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ وہاں پر احمدیت نے کس طرح افریقن اقوام کو اللہ تعالیٰ کی صفات حسنہ سے اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و احسان سے روشناس کرایا۔ افریقن اقوام کے عزت و احترام کو قائم کیا اور ان کی بے لوث خدمت سرانجام دی۔

آخر میں حضور نے فرمایا کہ دنیوی عزتوں اور حکومتوں سے ہمیں کوئی واسطہ نہیں ہے ہماری زندگیوں کا تو صرف ایک ہی مقصد ہے اور وہ یہ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے زندہ نشانات کے ساتھ اور ایمان کے سب تقاضوں کو پورا کر کے اللہ تعالیٰ کا جلال اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت دنیا میں قائم کریں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس مقصد میں کامیاب کرے اس کا فضل ہمیشہ ہمارے شاملِ حال رہے اور وہ اپنی تمام برکات سے ہمیں نوازے۔ آمین

حضور کا یہ ولولہ انگیز خطاب کم و بیش سوا گھنٹہ تک جاری رہا جس کے بعد حضور واپس قصرِ خلافت تشریف لے گئے۔

اختتامی خطاب

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے روح پرور اختتامی خطاب میں (جس کا سلسلہ نزلہ اور زکام کی شدید تکلیف اور ناسازئ طبع کے باوجود تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک جاری رہا) اس امر پر بہت ہی پُر معارف اور بصیرت افروز انداز میں روشنی ڈالی کہ قدم صدق یا بالفاظِ دیگر ظاہری اور باطنی صفائی کی کیا علامتیں ہیں۔ اور ان سے ہر احمدی ہی نہیں بلکہ احمدیوں کی ہر آیندہ نسل کا متصف ہونا کیوں ضروری ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے قرآن مجید کی آیات اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پُر معارف ارشادات کی روشنی میں واضح فرمایا کہ جس انسان کو پختہ اور ہمہ گیر ایمان نصیب ہونے کے نتیجہ میں ظاہری اور باطنی صفائی میسر آ جاتی ہے خدا تعالیٰ اپنے ایسے بندے کو دو عظیم الشان انعاموں سے نوازتا ہے۔ ان میں سے ایک ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اتباع کی برکت سے خدا تعالیٰ کے ساتھ ہمکلامی کا شرف اور دوسرے ایسے مومن بندے کے ذریعہ خوارق العادت نشانوں کا ظہور۔

حضور نے ان دونوں انعاموں پر بتفصیل روشنی ڈالنے کے بعد مزید فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ہمیش جاری رہنے والے افاضۂ محمدیہ کے طفیل اُمت محمدیہ کے افراد کو ہر زمانے میں ہمکلامی کے شرف سے مشرف رکھنے اور ان کے ذریعہ خوارق العادت نشانوں کا ظہور جاری رکھنے کے لئے قرآن مجید میں مومنوں کو دو عظیم الشان بشارتیں دی ہیں۔ ایک بشارت تو قیام خلافت کے وعدہ پر مشتمل ہے جو سورۃ النور کی آیت ۵۶ میں مذکور ہے اور دوسری بشارت مومنوں پر نزولِ ملائکہ کے وعدہ پر مشتمل ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے حٰم السجدۃ کی آیت ۳۱ میں فرمایا ہے۔ اس موقع پر حضور نے خلافت اور مجددیت کے باہمی تعلق پر بھی بہت بصیرت افروز پیرائے میں روشنی ڈالی۔ اور واضح فرمایا کہ مجدد خلیفہ نہیں ہوتا۔ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نیابت کے صرف ایک حصہ میں کام کرتا ہے۔ برخلاف اس کے ہر خلیفہ مجدد بھی ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے وقت میں آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کے سارے کاموں میں آپؐ کا نائب ہوتا ہے اور وہ آپؐ کے افاضۂ روحانیہ کی برکت سے دین کی ساری ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔

حضور نے آخر میں واضح فرمایا کہ احباب جماعت کا جن کے کندھوں پر اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرنے کی عظیم ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ یہ فرض ہے کہ وہ پختہ اور ہمہ گیر ایمان پر ہمیشہ قائم رہیں اور اس درجہ ظاہری اور باطنی پاکیزگی حاصل کریں کہ خدا تعالیٰ انہیں اپنی ہم کلامی اور خوارق العادت نشانوں کے ظہور سے ہمیشہ ہی نوازتا رہے۔ پھر احباب جماعت کا اور بالخصوص انصاراللہ کا یہ فرض ہے کہ وہ خود ہی ان ہر دو انعاموں کے وارث نہ بنیں بلکہ ان کی آئندہ نسلیں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اتباع کی برکت سے ان انعاموں کی وارث بنتی چلی جائیں۔ یہاں تک کہ اسلام ساری دنیا میں غالب آجائے۔

حضور نے فرمایا سوال یہ نہیں ہے کہ افاضۂ محمدی جاری ہے یا نہیں۔ وہ تو جاری ہے اور جاری رہے گا۔ سوال یہ ہے کہ افاضۂ محمدی کے ہم بھی وارث ہیں یا نہیں۔ ہم میں سے ہر شخص کو ہمیشہ اس کوشش میں لگا رہنا چاہیئے کہ وہ اور اس کی نسلیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی اور اتباع کے نتیجہ میں افاضۂ محمدی کی وارث بنی رہیں تا خدا تعالیٰ ہمیشہ ہی ہمیں بھی اور ہماری نسلوں کو بھی اپنی ہمکلامی اور خوارق العادت نشانوں کے ظہور سے نوازتا رہے۔ ہمارا اولین فرض یہ ہے کہ ہم دنیا اور اس کی رنگینیوں کی طرف جو ان ہر دو عظیم الشان خدائی انعاموں کے بالمقابل ثمن قلیل کی حیثیت رکھتی ہیں کبھی راغب نہ ہوں۔ اور خدا تعالیٰ کے اس قرآنی حکم پر کہ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا (المائدہ آیت ۴۵)

اس بصیرت افروز خطاب کے شروع میں حضور نے احباب کو ایک نہایت اہم امر کی طرف توجہ دلائی۔ حضور نے یہ واضح کرنے کے بعد کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق جماعت کو روز افزوں ترقی دیتا چلا آرہا ہے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کا سلوک یہ ہے کہ وہ ہمیں ترقیات پر ترقیات سے نوازتا چلا آرہا ہے تو پھر ہمارا بھی یہ فرض ہے کہ غلبۂ اسلام کے ضمن میں اپنی کوششوں کو ہر لمحہ اور ہر آن تیز سے تیز تر کرتے چلے جائیں ہمارا ہر قدم ہمیشہ آگے ہی کی طرف اٹھے نہ کہ پیچھے کی طرف۔ ہمیں ہمیشہ یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ ہر سال خدام الاحمدیہ اور انصاراللہ کے اجتماعات میں شرکت کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہے۔ نہ یہ کہ اس میں کمی ہو۔ اگر ہر میدان میں ہمارا قدم آگے کی طرف نہیں اٹھے گا تو پھر ہمیں خدائی برکات کیسے حاصل ہوں گی۔

حضور نے فرمایا کہ بعض اوقات چند ایک کی غلطی کی وجہ سے دوسروں کو بھی سزا بھگتنی پڑتی ہے۔ پچھلے سالوں میں خدام الاحمدیہ ایک بڑے نازک دور سے گزری ہے۔ یہ دور ۱۹۶۶ء میں ختم ہوا اُس وقت اجتماع میں شامل ہونے والی مجالس کی تعداد گرتے گرتے صرف ۱۰۱ رہ گئی تھی۔ گویا خدام الاحمدیہ بجائے ترقی کرنے کرنے اور آگے بڑھنے کے پیچھے کی طرف جا رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ تو جماعت کو ترقی دے رہا تھا لیکن اس کا ایک عضو تنزل کی طرف جا رہا تھا۔ خدا نے میری توجہ اس طرف پھیری کہ اللہ تعالیٰ کا فضل حاصل کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ جسمانی رشتہ کی ضرورت نہیں روحانی رشتہ مضبوط ہونا چاہیئے۔ چنانچہ بہت دعاؤں کے ساتھ میں نے ایک سادہ، بےنفس اور عشق کا جذبہ رکھنے والے نوجوان کو جس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ جسمانی تو نہیں روحانی تعلق مضبوط تھا خدام الاحمدیہ کا صدر مقرر کیا۔ خدا تعالیٰ نے اس مخلص نوجوان کو کام کرنے کی توفیق دی۔ چنانچہ امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے خدام کے اجتماع میں شرکت کرنے والوں کی تعداد ۱۰۱ سے بڑھ کر ۴۰۱ تک پہنچ گئی۔ خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کا ایسا حسین جلوہ دکھایا کہ دل اس کی حمد سے لبریز ہو گیا۔ پھر مجھے فکر ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے خدام الاحمدیہ پر تو اتنا بڑا فضل کیا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ انصاراللہ والے پیچھے رہ جائیں۔ چنانچہ میں نے انہیں بھی توجہ دلائی کہ وہ آگے قدم بڑھانے کی کوشش کریں۔ اب تازہ رپورٹ یہ ہے کہ امسال خدام کی ۴۰۱ مجالس کے بالمقابل انصاراللہ کے اجتماع میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۴۶۵ مجالس انصاراللہ نے حصہ لیا ہے۔ اس طرح مجالس انصاراللہ نے مسابقت کی روح سے کام لیا ہے۔ آئندہ خدام کو چاہیئے کہ وہ ۴۶۵ کی تعداد سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔ اُدھر انصاراللہ کو چاہیئے کہ وہ خدام سے آگے بڑھیں۔ اور اس طرح روح مسابقت سے کام لیتے ہوئے خدام الاحمدیہ اور انصاراللہ دونوں آگے ہی آگے قدم بڑھاتے چلے جائیں۔

علاوہ ازیں حضور نے آئندہ نسلوں کی صحیح تربیت کے ضمن میں انصاراللہ کو اُن کی نہایت اہم ذمہ داری کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ اگر دیکھا جائے تو خدام کی تربیت اس لحاظ سے انصار کے ذمہ ہے کہ اکثر و بیشتر خدام انصار کے اپنے بیٹے ہیں اور اسلام نے ہر باپ کو اپنے بیٹے یا بیٹوں کی تربیت کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے بعض باپ یہ سمجھنے لگ گئے ہیں کہ اولاد کی تربیت کے وہ خود ذمہ دار نہیں ہیں، بلکہ یہ ذمہ داری خدام الاحمدیہ کی تنظیم کی ہے کہ وہ نوجوانوں کی تربیت اور اصلاح کا کام انجام دے۔ حضور نے انصار کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا یہ خیال ہرگز درست نہیں ہے۔ پہلی اور اصل ذمہ داری تو باپ کی ہے کہ وہ اپنے بیٹے کی تربیت کا ہر طرح خیال رکھے۔ اس لئے انصاراللہ کے رکن ہونے کی حیثیت میں بطور باپ اپنے بیٹے بیٹوں کی تربیت آپ کی ذمہ داری ہے۔

تربیت اولاد کی اہمیت واضح کرتے ہوئے حضور نے مزید فرمایا کہ جو لوگ لمبا عرصہ احمدیت میں رہے ہیں اور انہیں براہِ راست تربیت حاصل کرنے کا موقع ملا ہے آئندہ نسلوں کی تربیت کرنے کا بوجھ زیادہ تر ان پر ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے بعد کے زمانہ میں اسلام کا جو غلبہ انقلاب عظیم کی صورت میں ظاہر ہوا اس کی جان وہ صحابہ رضوان اللہ علیہم ہی تھے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے براہ راست تربیت یافتہ تھے۔ بعد میں وہ نئی نسلوں کی اس رنگ میں تربیت کرتے چلے گئے کہ نئی نسلیں بھی غلبۂ اسلام کے لئے قربانیاں دیتی چلی گئیں اس کے ثبوت میں حضورؐ نے جنگِ یرموک کے موقع پر صحابہ کرامؓ اور ان کے زیر اثر نئی نسلوں کے تربیت یافتہ نوجوانوں کی قربانیوں اور ان کے سنہری کارناموں کا بہت ہی مسحور کن انداز میں ذکر فرمایا اور انصاراللہ کو نئی نسلوں کی تربیت کے ضمن میں ان کی ذمہ داریوں کی طرف بہت پُر اثر انداز میں توجہ دلائی۔

حضور کی اس روح پرور اور بصیرت افروز تقریر نے جو قریباً ڈیڑھ گھنٹے تک جاری رہی احباب پر وجد کی کیفیت طاری کر دی اور اس کے دوران انہیں علوم و معارف اور حقائق و دقائق سے اپنی جھولیاں بھرنے کے انمول مواقع میسر آئے۔ فالحمد للہ

اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ

مورخہ ۱۶ اخاء ۱۳۴۹ ہش (مطابق ۱۶ اکتوبر ۱۹۷۰ء) بروز جمعۃ المبارک خدام الاحمدیہ کا اٹھائیسواں سالانہ اجتماع تعلیم الاسلام کالج کی جنوبی جانب باسکٹ بال گراؤنڈز سے متصل میدان میں دعاؤں اور ذکر الٰہی کی مخصوص روایات کے ساتھ شروع ہو کر مورخہ ۱۸ اخاء کو بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت پہلے روز ساڑھے تین بجے سہ پہر مقام اجتماع میں تشریف لا کر ایک نہایت پُر معارف اور بصیرت افروز خطاب اور اجتماعی دعا کے ساتھ اجتماع کا افتتاح فرمایا۔

حضور نے تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا ہمارے محبوب آقا نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر نسل کو کو بڑا ہی پیار کیا ہے۔ اس وقت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیار اور محبت کا ایک جلوہ آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ یعنی تیرے نفس کا تیرے پر حق ہے۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ انسان خود ہی اپنے نفس کے حقوق قائم کرے اور پھر ان کے مطالبات شروع کر دے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسولؐ نے اسلام اور قرآن کے ذریعہ نفس کے جو حقوق مقرر کئے ہیں ہر فردِ واحد کو ان کا خیال رکھنا چاہیئے۔ اصولی طور پر ہر نفس کا جو حق مقرر کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ربِ کریم نے انسان کو جو قوتیں اور طاقتیں عطا کی ہیں ان کی نشوونما کو کمال تک پہنچایا جائے۔ یعنی اپنے دائرہ استعداد میں وہ اپنی قوتوں کو کمال تک پہنچائے اور اس طرح اپنے دائرۂ استعداد میں کامل و مکمل عبد بن جائے۔ ان حقوق میں سے اس وقت میں صرف ایک حق کا ذکر کروں گا۔ اور وہ یہ کہ آپ کا یہ حق ہے کہ آپ سچے اور پکے اور حقیقی خادم بن جائیں۔ یہ تبھی ہو سکتا ہے کہ آپ خادم بننے کی قوت کو کمال تک پہنچائیں اور اس امر کا پورا خیال رکھیں کہ جذبۂ خدمت کی نشوونما ادھوری نہ رہ جائے جب استعداد یہ جذبہ جہاں تک ترقی کر سکتا ہو اس حد تک اسے پہنچانا چاہیئے ورنہ نفس پر یہ ظلم ہو گا۔ جہاں تک اس جذبہ کے نشوو ارتقاء کا تعلق ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس سلسلہ میں بارہ ایسے اوصاف کا ذکر فرمایا ہے جن سے ایک سچے اور حقیقی خادم کو متصف ہونا چاہیئے۔

خطاب جاری رکھتے ہوئے حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زندگی کے ایک دور میں حکومت کے بعض

افسران اور کارندوں کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ آپؑ نے اُس وقت اِس امر کا جائزہ لیا کہ ان افسران میں ایک اچھے خادم کے اوصاف پائے جاتے ہیں یا نہیں۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے یہ دیکھ کر کہ یہ افسر اِلّا ماشاء اللہ ایک اچھے خادم کے اوصاف سے عاری ہیں، فرمایا:۔

”میں نے ملازمت پیشہ لوگوں کی جماعت میں بہت کم ایسے لوگ پائے کہ جو محض خدا تعالیٰ کی عظمت کو یاد کر کے اخلاقِ فاضلہ، حلم اور کرم اور عفت اور تواضع اور انکسار اور خاکساری اور ہمدردیٔ مخلوق اور پاک باطنی اور اکلِ حلال اور صدق مقال اور پرہیزگاری کی صفت اپنے اندر رکھتے ہوں“

(کتاب البریہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس ارشاد میں جذبۂ خدمت کی نشوونما کے بارہ ایسے اوصاف کا ذکر فرمایا ہے جن سے ایک سچے اور حقیقی خادم کا متصف ہونا ضروری ہے۔ وہ اوصاف جیسا کہ حضور علیہ السلام کے اس ارشاد سے واضح ہیں یہ ہیں:۔

۱۔ خوش خلقی اور خندہ پیشانی ۲۔ حلم ۳۔ کرم ۴۔ عفت ۵۔ تواضع ۶۔ انکسار ۷۔ خاکساری ۸۔ ہمدردیٔ مخلوق ۹۔ پاک باطنی ۱۰۔ اکلِ حلال ۱۱۔ سچی بات کہنا ۱۲۔ پرہیزگاری۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تقریر میں ان اوصاف پر تفصیل سے روشنی ڈال کر ان میں سے ہر ایک کے حقیقی مفہوم اور اس کے عملی تقاضوں کو بڑی وضاحت سے بیان فرمایا۔ اور اس بارہ میں خدام الاحمدیہ کو بڑی زرّیں ہدایات سے نوازا اور انہیں اپنے آپ کو ان اوصاف سے متصف کرنے اور اس طرح حقیقی خادم بننے کی پُرزور تلقین فرمائی۔

اس بصیرت افروز خطاب کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سوا پانچ بجے کے قریب اجتماعی دعا کرائی جس میں ہزاروں خدام و اطفال اور انصار شریک ہوئے۔ اس طرح مجلس خدام الاحمدیہ کے اٹھائیسویں سالانہ اجتماع کا اختتام اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں کے درمیان عمل میں آیا۔

اجتماع لجنہ اماء اللہ

لجنہ اماء اللہ کا تیرھواں سالانہ اجتماع مورخہ ۱۶ اکتوبر کو شروع ہو کر ۱۸ اکتوبر کو نہایت کامیابی کے ساتھ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہو گیا۔ مورخہ ۱۷ اخاء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک اجتماع کو ایک نہایت ایمان افروز خطاب فرمایا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کا ملخص اپنے الفاظ میں درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

حضور اقدس مورخہ ۱۷ اخاء کو گیارہ بجے دوپہر دفتر لجنہ اماء اللہ کے وسیع و عریض میدان میں، جہاں یہ اجتماع منعقد ہوا تشریف لائے۔ اور خواتین کے اجتماع سے یہ بصیرت افروز خطاب فرمایا

حضور کی تشریف آوری پر کاروائی کا آغاز تلاوتِ قرآنِ پاک سے کیا گیا جو کہ محترمہ امۃ الکریم صاحبہ نزہت نے کی۔ اس کے بعد محترمہ رضیہ درد صاحبہ نے افریقہ کے "تاریخی سفر" سے حضور کی کامیاب مراجعت کے سلسلے میں مکرم چودھری شبیر احمد صاحب کی ایک خیر مقدمی نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔

بعد ازاں لجنہ اماء اللہ کی صدر حضرت سیدہ ام متین مریم صدیقہ صاحبہ مدظلہا العالی نے احمدی مستورات کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے حضور کی خدمت میں ایک سپاسنامہ پیش فرمایا جس میں حضور کے بابرکت سفر افریقہ اور اس کے دوران حضور اور حضرت بیگم صاحبہ سلمہا کی شب و روز کی اہم دینی مصروفیات کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے ان غیر معمولی فضلوں کا تذکرہ کیا جو اس سفر کے دوران اور اس کے بعد ظاہر ہوئے۔ آخر میں آپ نے ان ذمہ داریوں کا ذکر کرتے ہوئے جو افریقہ میں اسلام اور احمدیت کی بسرعت ترقی کے نتیجہ میں عائد ہوتی ہیں حضور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ احمدی مستورات کو پوری طرح اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی توفیق بخشے۔

سپاسنامہ پیش کئے جانے کے بعد حضور نے فرمایا آپ بہنوں کے ساتھ ہی میرا دل و دماغ اور روح بھی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے جذبات سے معمور ہے۔ افریقہ کے سفر میں ہم نے اپنے رب کے فضلوں اور اس کی رحمتوں کے جو جلوے دیکھے ان کا کوئی شمار نہیں۔ جس پیار اور محبت کے ساتھ ہمارے رب کریم نے سفر کے ہر ہر مرحلہ پر ہماری مدد اور رہنمائی فرمائی اسے دیکھ کر دل اس کی حمد سے بھر جاتا ہے۔ خدا کرے کہ ہمیشہ ہی ہمیں اس کی یہ محبت اور پیار حاصل رہے۔ آمین

حضور نے فرمایا ہمارے نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل امّتِ محمدیہ کے مَردوں کی طرح امت کی مستورات نے بھی اپنے اخلاص اور قربانیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا غیر معمولی پیار حاصل کیا۔ اس میں شک نہیں کہ تمام نبیوں اور ان کی امتوں نے بھی اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کی لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جو پیار اللہ تعالیٰ کا ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حاصل کیا وہ کسی اور انسان نے حاصل نہیں کیا۔ اور پھر آپؐ کے طفیل آپؐ کی امت کے مَردوں اور عورتوں نے بھی اس کی محبت و شفقت کے جو حسین جلوے دیکھے اس کی نظیر بھی دوسری امتوں کے مَردوں اور عورتوں میں بھی ہرگز نہیں مل سکتی۔ پیار و محبت کے یہ جلوے انہوں نے اس لئے دیکھے کہ وہ اپنے رب کی محبت اور اس کے عشق میں سرشار ہو کر قربانیوں کے میدان میں آگے ہی آگے بڑھتے چلے گئے ان کی حالت یہ تھی کہ اگر خاوند نے جہاد میں حصہ لینے میں غفلت برتی تو اس کی نئی نویلی دلہن اسے گھر میں گھسنے نہ دیتی تھی۔ اور کہتی تھی کہ جاؤ اور پہلے جہاد میں حصہ لو حالانکہ وہ جانتی تھی کہ اس کا خاوند شاید زندہ واپس نہ آئے۔ اور شہادت کا مرتبہ حاصل کر کے اس سے اس دنیا میں ہمیشہ کے لئے جدا ہو جائے اسی طرح ایک مسلمان عورت کا بھائی جنگ میں شہید ہو گیا تو وہ آہ و زاری اور نوحہ کرنے کی بجائے خود اس کی جگہ میدانِ جنگ میں نکل آئی اور دادِ شجاعت دیتی رہی۔ آخر وہ ایسا کیوں کرتی تھی اس لئے کہ وہ خدا کی محبت پر کسی اور کی محبت کو ترجیح نہ دیتی تھی۔ وہ اس دنیا میں رہتے ہوئے بھی دنیا اور اس کی تمام زینتوں سے الگ تھی۔ اور ہر وقت اپنے مولا کی محبت حاصل کرنے کی جستجو میں لگی رہتی تھی۔

حضور نے ابتدائی دَور کی مسلم خواتین کی ان عدیم المثال قربانیوں کی مثالیں پیش کرتے ہوئے بتایا کہ یہ قربانیاں پیش کرنے کی توفیق انہوں نے محض اس لئے پائی کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کے احکام اور اس کے رسولؐ کے اسوۂ حسنہ کو اپنایا اس کے نتیجہ میں ان کے جسم ان کی زبانیں اور ان کے دل و دماغ پاک و مطہر ہو گئے اور انہوں نے خدا تعالیٰ کا پیار حاصل کر لیا۔ ان پر خدا کے فرشتوں کا نزول ہوتا تھا اور ان کی دعائیں بارگاہِ الٰہی میں قبول ہوتی تھیں۔

حضور نے فرمایا اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک فرزندِ جلیل یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا ہے اور آپؑ کے ذریعے اس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل اپنی محبت اور پیار کو حاصل کرنے کا راستہ پھر کھول دیا ہے۔ اور اس راستہ پر چلنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت کو دلائل کی تلوار اور آسمانی نشانات کی نعمتوں سے بھی نوازا ہے۔ تم میں سے ہر ایک کو چاہیئے کہ وہ ان نعمتوں سے فائدہ اٹھائے اور اپنا جائزہ لیتی رہے کہ خدا اور اس کے رسول کی محبت کی جو آگ صحابہ کرامؓ کے دلوں میں موجزن تھی آیا وہی آگ میرے دل میں بھی بھڑک رہی ہے؟ اگر بھڑک نہیں رہی تو کم از کم ہر کوئی یا تم اس آگ کو اپنے دلوں میں جلانے کے لئے تیار ہو یا نہیں؟ اگر اس کا جواب تمہیں ہاں میں ملے تو یقیناً اللہ تعالیٰ کی محبت تمہیں حاصل ہو جائے گی۔ لیکن اگر جواب یہ ہو کہ تمہارا نفس دنیا، اس کی زینتوں اس کے اموال اور آرام و آسائش کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہے تو پھر خدا تعالیٰ بھی تمہیں کہے گا کہ میں بھی تمہارے ساتھ محبت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس دنیا میں میرا یہی قانون کارفرما ہے کہ جیسا بوؤ گے ویسا ہی کاٹو گے۔ آخر اللہ تعالیٰ کی تمہارے ساتھ رشتہ داری یا اجارہ داری تو نہیں ہے کہ وہ تمہاری رعایت کرے۔ وہ تو سب کا رب ہے جو بھی اس کی راہ میں اخلاص کے ساتھ قربانی پیش کرے گا وہ اس کو اپنی رضا کی جنتوں کا وارث بنائے گا۔

حضور نے فرمایا آپ کو قبولِ حق میں اولیت حاصل ہے۔ یہ آپ کی خوش قسمتی ہے مگر اس خوش قسمتی پر مطمئن ہو کر نہ بیٹھ جاؤ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اب آپ کو جھنجھوڑنے کے لئے مقابلہ کی صورت پیدا کر دی ہے۔ افریقہ میں کئی عورتوں کو اب حق کو قبول کرنے اور پھر اس کی خاطر قربانیاں پیش کرنے کی توفیق مل چکی ہے۔ اب اگر آپ نے اپنے قدموں کو تیز سے تیز تر نہ کیا تو باہر کی احمدی بہنیں آپ سے آگے نکل جائیں گی کیونکہ قربانیوں اور اخلاص کے میدان میں وہ برابر ترقی کر رہی ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں افریقہ کی ایک احمدی بہن نے اپنی جیب سے سات لاکھ روپیہ صرف کر کے وہاں ایک مسجد تعمیر کروائی ہے اور اس طرح اخلاص کا قابلِ قدر نمونہ دکھایا ہے

حضور نے فرمایا اس میں شک نہیں کہ اجتماعی لحاظ سے وہ ابھی پیچھے ہیں اور آپ کی زیادہ تربیت ہو چکی ہے مگر وہ بھی اب تربیت حاصل کرنے پر آمادہ ہیں۔ اور بڑی سنجیدگی کے ساتھ قربانیوں اور اخلاص میں آگے بڑھ رہی ہیں۔ آپ اگر اپنا قدم نہ بڑھائیں گی تو وہ ضرور آگے نکل جائیں گی۔ اگر آپ پیچھے رہ گئیں تو خدا تعالیٰ

آپ سے پوچھے گا کہ مرکز سے ہزاروں میل دور رہنے والی عورتوں کے دلوں میں اخلاص و محبت کی جو آگ موجزن تھی وہ آپ کے دلوں میں کیوں نہ بھڑکی۔ آپ سوچیں اور غور کریں کہ اس وقت کیا جواب دیں گی آپ اس کا ؟۔

حضور نے فرمایا آپ کو میری یہ تنبیہہ ہے کہ دنیا کی محبت کے پیچھے نہ پڑو۔ بلکہ دین کو مقدم رکھو اور اپنے قلوب کی زمین کو اس طرح صاف کرو کہ اس پر خدا کے پیار کی عمارت تعمیر ہو سکے۔ آپ کے اندر دو آگیں ہونی چاہئیں۔ ایک خدا کی محبت کی آگ اور دوسری قربانیوں میں سبقت لے جانے کی آگ۔ اگر یہ دو آگیں آپ کے قلوب میں بھڑک اٹھیں تو پھر واقعی آپ ہر میدان میں آگے رہیں گی۔ اور خدا کی محبت اور اس کی رضا کو پا لیں گی۔ لیکن اگر آپ نے غفلت سے کام لیا تو یاد رکھیں دوسری قومیں بعد میں آ کر بھی آپ سے آگے نکل جائیں گی۔

آپ نے فرمایا خلیفہ وقت کے دل میں، جو ساری جماعت کا باپ ہے دعا اور توجہ کرنے کا جذبہ انہی کے لئے پیدا ہوتا ہے جو اپنے رب کریم سے زیادہ محبت اور پیار کرنے والا پاتا ہے گو میری خواہش تو یہی ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولیت بخشی ہے اسی طرح ہمیشہ آپ آگے ہی رہیں لیکن اگر آپ نے غفلت دکھائی اور دوسری قوموں نے میرے خدا سے زیادہ تعلق قائم کر لیا اور قربانیوں میں آگے نکل گئیں تو میں قدرتی طور پر ان کے لئے زیادہ محبت اپنے دل میں پاؤں گا اور زیادہ توجہ سے ان کے لئے دعائیں کروں گا۔ اس لئے آپ کو اپنی فکر کرنی چاہیئے۔ اور اپنی خوش قسمتی کے مقام کو برقرار رکھنے کے لئے جد و جہد کرنی چاہیئے۔ گو میرا دل چاہتا ہے کہ باہر کی قومیں بھی خدا سے پیار کریں اور قربانی میں آگے بڑھیں مگر ساتھ ہی یہ بھی دل کرتا ہے کہ آپ بہر حال ان سے آگے رہیں کیونکہ آپ اس مٹی میں پیدا ہوئی ہیں جس میں حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا فرزند جلیل اس زمانہ میں پیدا ہوا۔ آپ کو سب سے پہلے قربانیوں کی توفیق ملی۔ خدا کرے کہ آپ ہمیشہ ہی خدا تعالےٰ کی رضا کی جنتیں حاصل کرنے میں آگے ہی آگے بڑھتی چلی جائیں اور آپ کے قلوب ہمیشہ ہی اُسکے نور سے منور رہیں آمین

حضور کا یہ ولولہ انگیز خطاب کم و بیش ایک گھنٹہ تک جاری رہا مستورات نے گہری توجہ اور انہماک سے اسے سُنا۔

چنتہ کنٹہ میں آل انڈیا احمدیہ کانفرنس کا انعقاد

بقیہ صفحہ اوّل

... کی امارت سپرد ہوئی ہے اُس وقت سے محترم سیٹھ صاحب نے کئی نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ سب سے پہلے آپ نے ۱۹۶۳ء میں جماعت کے دوستوں کی مالی پریشانیاں دور کرنے کے لئے حیدر آباد میں ایک "امدادی کمیٹی" کا قیام فرمایا جو باہمی امداد کے اصول پر چل رہی ہے۔ اس کے بعد اسی سال یادگیر کے مناظرہ کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ حیدر آباد کی طرف سے شاندار تعاون فرمایا۔ ۱۹۶۴ء کے اواخر میں بمبئی میں جو ۳۸ ویں بین الاقوامی یوکرسٹک کانگریس منعقد ہوئی تھی جس میں پوپ پال ششم نے شرکت فرمائی تھی اس میں جماعت احمدیہ حیدر آباد کی طرف سے بہترین لٹریچر طبع کروا کر خود تبلیغی وفد کی قیادت فرمائی۔ ۱۹۶۶ء کے اواخر میں جماعت احمدیہ حیدر آباد کی نایاب لائبریری کے لئے بہترین الماریوں کی تیاری کا کام کروایا جو اپنی نوعیت کا منفرد کام ہے۔ ۱۹۶۷ء کے اواخر سے آپ مسلسل مالی قربانی کر کے احمدیہ کالونی کے قیام کی جد و جہد کر رہے ہیں۔ اور ایک خطیر رقم جماعت کے تعاون سے اس پر خرچ کر چکے ہیں اور یہ کام بفضلہ تعالےٰ تکمیل کے آخری مراحل پر ہے۔ پھر ۱۹۶۸ء میں مدراس میں بین الاقوامی میلہ منعقد ہوا تھا اس میں بھی جماعت احمدیہ حیدر آباد کی طرف سے مختلف زبانوں میں لٹریچر شائع کروا کر تبلیغی وفد کی قیادت کی۔ ۱۹۶۹ء میں جو مرکزی وفد جنوبی ہند کی پوزیشن کو بہتر بنانے کے لئے تشکیل دیا گیا تھا جنوبی ہند میں اس کی قیادت محترم سیٹھ صاحب کے سپرد تھی۔ اور آپ نے اسی وقت جنوبی ہند کا دورہ فرمایا تھا۔

جماعت کی ان نمایاں خدمات کے ساتھ ساتھ محترم سیٹھ صاحب اپنے آبائی وطن چنتہ کنٹہ کی جماعت کو بھی مضبوط کرنے کی فکر میں لگے تھے اور وہاں ایک شاندار مسجد تعمیر کروا رہے تھے اور جب یہ مسجد اپنی تکمیل اور تزئین و آرائش کے آخری مرحلوں سے گزر رہی تھی تو محترم سیٹھ صاحب کے دل میں اس کے افتتاح کے سلسلہ میں ایک آل انڈیا احمدیہ مسلم کانفرنس منعقد کرنے کی خواہش اُبھر رہی تھی۔ آپ مسلسل حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کے لئے گزارش کرتے رہتے اور مرکز قادیان کو بھی اپنی اس خواہش سے مطلع کرتے رہتے

جلسہ سالانہ قادیان دارالامان ۱۹۶۹ء کے دوران جبکہ خاکسار راقم الحروف اور مکرم محمد کریم اللہ صاحب نوعدان محترم سیٹھ صاحب کے ہمسفر تھے۔ بارہا سیٹھ صاحب نے اپنی اس خواہش کا اظہار فرمایا۔ اور جلسہ سے واپسی پر تو ایک مجلس میں اس کانفرنس کے لئے ابتدائی گفتگو بھی کی گئی۔ لیکن کچھ عرصے کے لئے پھر یہ پروگرام صرف محترم سیٹھ صاحب کے ذہن تک ہی محدود رہا۔ جوں جوں مسجد کے فرش کی بیرونی احاطے کی جالی کی، دروازے کی اور رنگ و روغن کی تکمیل چنتہ کنٹہ میں ہوتی رہی توں توں حیدر آباد میں کانفرنس کے خد و خال بھی اُبھرتے رہے

علاوہ ازیں چنتہ کنٹہ چونکہ ایک چھوٹا سا موضع ہے وہاں الیکٹرک وغیرہ کا انتظام نہ تھا۔ اسی اثنار میں ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی طور پر معجزانہ رنگ میں ایک قلیل عرصہ میں نہ صرف الیکٹرک کا انتظام فرما دیا بلکہ فون کا بھی انتظام ہو گیا۔ جس کا وہم و گمان بھی نہ تھا۔ یہ صرف مسجد فضل عمر کی برکت تھی کہ ایک چھوٹا سا موضع شہر کا رنگ اختیار کر گیا۔

اور بالآخر محترم امیر صاحب نے مرکز سے خط و کتابت کر کے کانفرنس منعقد کرنے کی منظوری حاصل فرمالی۔ کانفرنس کی منظوری حاصل کرنے کے معاً بعد محترم سیٹھ صاحب نے شرکا کے بر ہمانند ریڈی آنریبل چیف منسٹر آندھرا سے ملاقات فرمائی۔ اور انہوں نے اسی ملاقات میں کانفرنس میں شرکت اور اس کے افتتاح کی رسم انجام دینے سے اتفاق فرمالیا اس کے ساتھ ہی آپ نے ریاست کے دیگر وزراء جناب راجندر راؤ صاحب کھیاٹی آنریبل منسٹر مارکیٹنگ وایگرو انڈسٹریز کارپوریشن اور جناب محمد ابراہیم علی صاحب انصاری آنریبل منسٹر صحت و طبابت عامہ۔ آنریبل مرکزی نائب وزیر ریلوے جناب محمد یونس سلیم صاحب سے بھی ملاقات فرما کر کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی اور ان حضرات نے کانفرنس میں شرکت پر رضامندی کا اظہار فرمایا۔

اس کے بعد محترم سیٹھ صاحب نے کانفرنس کی تیاری زور شور سے شروع فرما دی اور مختلف کمیٹیاں بنا کر ان کے ذمے کام تفویض کر دئے۔ اور جماعت احمدیہ حیدر آباد کے دفتر میں اب دن رات کام ہونے لگا۔

دعوت ناموں کا اجراء

اس سلسلے میں سب سے پہلے ان وزراء کے نام خطوط ارسال کئے گئے جنہیں محترم امیر صاحب کانفرنس میں شرکت کی دعوت دے آئے تھے تا کہ وزراء کو دفتری کاروائی کر کے اپنا پروگرام بنانے میں سہولت ہو خطوط میں بھی اس امر کا لحاظ رکھا گیا کہ جماعت احمدیہ اور مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مختصر تعارف شامل رہے۔ اور اس طرح تبلیغ بھی ہو جائے وزراء کے نام خطوط کی روانگی کے ساتھ ہی بڑے اہتمام کے ساتھ وال پوسٹرز اردو دعوت نامے۔ انگریزی دعوت نامے بڑی خوبصورتی کے ساتھ ہزاروں کی تعداد میں طبع کروا کے ملک کی تمام جماعتوں کے نام روانہ کر دئے گئے۔ اور حتی الامکان اس امر کی کوشش کی گئی کہ ملک کے مشاہیر علماء، مذہبی و سیاسی رہنماؤں، مختلف مکاتب خیال کے لیڈروں تک اس ذریعہ سے پیغام احمدیت پہنچ جائے۔ اور بحمد اللہ اس طرح سے ہزاروں ہزار افراد تک احمدیت کا تعارف کانفرنس کے دعوت نامے کی شکل میں پہنچ گیا۔ اس وسیع و عریض ملک کے شمال سے لے کر جنوب تک اور مشرق سے مغرب تک پھیلی ہوئی جماعتوں کے ذریعہ کانفرنس کے دیدہ زیب پوسٹرز چسپاں کئے گئے۔ اور لاکھوں عوام تک احمدیت کی آواز کو پہنچا یا گیا۔ جماعت احمدیہ مدراس نے تامل زبان میں اس کانفرنس کے متعلق اشتہار چھپوا کر تامل ناڈو سٹیٹ میں تقسیم کئے اس طرح سارے ہندوستان میں کانفرنس کی وسیع پیمانے پر تشہیر ہو گئی۔

ان کوششوں کے علاوہ کانفرنس کے انعقاد سے قبل اخبار بدر کی کئی اشاعتوں میں مسلسل کانفرنس کے بارے میں نمایاں طور پر اطلاع شائع کی جاتی رہی۔ اور ہندوستان کی تمام جماعتوں کے امرار

نمایاں شخصیتوں کے نام محترم امیر صاحب کی طرف سے ذاتی دعوت نامے بھی خطوط کی شکل میں روانہ کئے گئے اور محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مدظلہ العالی نے کشمیر کانفرنس سے واپسی کے بعد قادیان دارالامان سے ایک سرکلر بھی جاری فرمایا۔ جس میں مقتدر احباب جماعت سے کانفرنس میں شریک ہونے کی اپیل کی گئی تھی۔

علاوہ ازیں مقامی طور پر حیدرآباد سے شائع ہونے والے کثیر الاشاعت اردو تلگو اور انگریزی اخبارات میں بھی مسلسل کئی روز تک کانفرنس کے بارے میں اعلانات آتے رہے۔ اور آل انڈیا ریڈیو حیدرآباد سے بھی کانفرنس کے بارے میں خبر نشر کی گئی۔ مقامی پریس اور ریڈیو کو متحرک کرنے میں محترم سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب صدر مجلس استقبالیہ نے رات دن انتھک کوششیں کیں۔ ۵ر اکتوبر کو شہر کے ایک بڑے ہوٹل میں پریس کانفرنس منعقد کی گئی تھی۔ جس میں ۲۳ اخباری نمائندے، پریس رپورٹر اور فوٹوگرافر شریک ہوئے۔ ان کی پرتکلف دعوت کی گئی۔ جس کے بعد ان کو کانفرنس کے اغراض و مقاصد اور پروگرام سے مطلع کیا گیا۔ اس سے قبل شاید ہی کسی مذہبی کانفرنس کی اتنی زبردست تشہیر ہوئی ہوگی۔

کانفرنس کے انتظامات کے لئے مکرم سیٹھ رشید احمد صاحب کو افسر اعلیٰ مقرر کیا گیا تھا۔ آپ نے اپنے کام کو مختلف شعبوں میں تقسیم کرکے ہر شعبہ کا ایک انچارج اور اس کے معاونین مقرر فرما دیئے تھے۔ چونکہ چنتہ کنٹہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے اسلئے ہر ضروری چیز کی حیدرآباد سے ترسیل اور اس کو بہتر طریق پر استعمال کرنے اور زیادہ سے زیادہ سہولتیں مہیا کرنے میں سیٹھ رشید صاحب کی نگرانی میں آپ کے معاونین نے نہایت ہی نمایاں کام انجام دیئے۔

۶ر اکتوبر کی شام سے مہمانوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ مہمانوں کے حیدرآباد میں قیام و طعام کا انتظام صدر صاحب مجلس استقبالیہ مکرم سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب نے "Legislators Hostel" میں فرمایا تھا۔ یہ ہوسٹل قلب شہر میں ایک نہایت خوشنما مقام پر واقع ہے جس میں نہایت ہی آرام دہ کمرے ہیں۔ جو چار پائیوں مناسب بچھونا، تکیہ، بالٹی، ڈرم وغیرہ سے آراستہ ہیں۔ ان میں مہمانوں کو ٹھہرانے کا انتظام کرکے اس سے ملحق ہوٹل ہی میں مہمانوں کے طعام کا بھی معقول بندوبست کیا گیا اور جب تک وہاں مہمان مقیم رہے ان کے ہر قسم کے آرام کا خیال رکھنے کے لئے صدر صاحب مجلس استقبالیہ نے اپنی طرف سے آدمی بھی متعین کر دیئے تھے۔

۷ر اکتوبر کی صبح حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان و صدر آل انڈیا احمدیہ کانفرنس کی تشریف آوری کے موقع پر اراکین مجلس استقبالیہ اپنے خوبصورت بیج لگائے ہوئے اسٹیشن پر حاضر تھے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب سلمہ اللہ کی تشریف آوری پر سب سے پہلے محترم امیر صاحب نے آپ کا استقبال فرمایا اور گلپوشی کی گئی۔ ان کے بعد صدر مجلس استقبالیہ سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب و شریک صدر مجلس استقبالیہ سیٹھ محمد الیاس صاحب امیر جماعت احمدیہ یادگیر اور احباب جماعت نے حضرت صاحبزادہ صاحب محترم کو خوش آمدید کہا اور کثرت سے گلپوشی کی گئی۔ حضرت صاحبزادہ صاحب محترم نے صف بستہ کھڑے حاضرین کو شرف مصافحہ بخشا۔ اس کے بعد آپ مرکزی وفد اور مبلغین کرام کے ہمراہ حضرت محترم امیر صاحب کے بنگلے پر تشریف لے گئے۔

۷ر اکتوبر کو سارا دن مختلف ٹرینوں سے احباب آتے رہے اور ان کا اسٹیشن پر استقبال کرکے رہائش گاہ تک پہنچایا جاتا رہا۔ رات کو آنے والی آخری ٹرینوں بسوں اور ذاتی موٹروں سے رات دیر گئے تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ اسی دن جماعت احمدیہ حیدرآباد کے احباب خدام اور کارکنان کو لے کر دو بڑی بڑی بسوں کے ذریعہ چنتہ کنٹہ کے لئے روانہ ہوئے۔ اور اس کے علاوہ ٹرینوں بسوں اور ذاتی موٹروں سے بھی مقامی احباب مسلسل روانہ ہو رہے تھے۔

۸ر اکتوبر (اخاء) ۱۳۵۸ ہش

آج کا دن چنتہ کنٹہ کی تاریخ میں ایک نرالی شان کے ساتھ طلوع ہوا۔ کانفرنس کی تیاریوں اور انتظامات کے آخری مراحل صبح سویرے سے ہی تکمیل پا رہے تھے۔ جماعت احمدیہ یادگیر، تنیالپور، شوراپور، دیودرگ، اڈگورہ اور راونچال وغیرہ کے احباب اپنی خانگی موٹروں اور بسوں کے ذریعہ چنتہ کنٹہ پہنچ چکے تھے۔ جگہ جگہ خیر مقدمی کمانیں، جھنڈیاں، رنگ برنگ کے دیدہ زیب اور نہایت ہی خوبصورت شامیانے اپنے وقار اور شان و شوکت کا اظہار کر رہے تھے۔ راستے صاف کئے جا چکے تھے۔ جلسہ گاہ کی زینت و آرائش مکمل ہو چکی تھی۔

ادھر حیدرآباد سے بھی بیرونی مہمانوں کا قافلہ صبح ٹھیک ۸ بجے ناشتہ سے فارغ ہو کر چل پڑا۔ اس کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ محترم امیر صاحب صدر صاحب مجلس استقبالیہ اور بہت سارے احباب اپنی اپنی موٹروں میں چنتہ کنٹہ کی سمت روانہ ہوئے۔ الغرض تمام رونق جو اب تک حیدرآباد میں تھی۔ دوپہر تک چنتہ کنٹہ میں منتقل ہو گئی۔ اور اس چھوٹے سے گاؤں میں سارے ہندوستان کے مختلف مقامات سے آئے ہوئے وفود زرق برق بیج لگائے ہوئے کارکن ضلع کے اعلیٰ عہدیداران، قانون ساز کونسل اور اسمبلی کے ممبران، سیاسی رہنما مہمانان خصوصی، دیہی عہدہ داران، مقامی ہندو، مسلمان، عیسائی دوست، عہدیداران و کارکنان پولیس ایک عجیب و غریب سماں پیدا کر رہے تھے۔ صرف ایک چھوٹی سی سڑک جس کا طول بمشکل ۳۰۰ گز ہوگا اس پر کانفرنس کے چار دفاتر کام کر رہے تھے۔ صدر مجلس استقبالیہ کا دفتر، افسر اعلیٰ کا دفتر، انکوائری آفس اور حضرت امیر صاحب کا دفتر، ان تمام دفاتر میں ٹیلیفون نصب تھے۔ اتنا زبردست مجمع ہو چکا تھا جس کا نہ تو گاؤں والوں کو اندازہ تھا اور نہ ہی منتظمین کانفرنس کو۔ جس طرف نظر اٹھتی صرف انسانی سر ہی سر دکھائی دیتے۔ اور جو بھی جگہ خالی تھی وہاں موٹریں ہی موٹریں دکھائی دیتی تھیں۔

جلسہ سیرت پیشوایان مذاہب (قومی یکجہتی)

نماز ظہر و عصر کے بعد جونہی جلسہ کے انعقاد کا اعلان ہوا۔ جلسہ گاہ جو ایک اندازہ کے مطابق وسیع زمین بنایا گیا تھا سامعین سے کھچا کھچ بھر گیا اور جلسہ گاہ کے باہر سڑک پر اور کھلے مقام پر لوگ بھر گئے اور کئی مرتبہ اعلان کرکے باہر کھڑے لوگوں کو بھی بیٹھ جانے کی ترغیب دی گئی۔ ٹھیک ۵ بجے سیدی المحترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مدظلہ العالی سربراہ آرائے مسند صدارت ہوئے۔ وسیع شاہ نشین پر ہز آنریبل منسٹر شری راجیندر راؤ صاحب کلیانی، محترم الحاج سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ۔ محترم جناب اسد اللہ سعید صاحب آئی۔ اے۔ ایس کلکٹر ضلع محبوب نگر۔ محترم جناب حسن الدین احمد صاحب ڈسٹرکٹ ریونیو آفیسر ضلع محبوب نگر۔ شری کے۔ کے ریڈی صدر نشین ضلع پریشد محبوب نگر، راجہ سوم کھوپال ایم۔ ایل۔ اے، مولانا ابو یوسف صاحب ایم۔ ایل۔ سی، تمام مبلغین کرام، مرکزی وفد کے اراکین دیگر معززین و مقررین تشریف فرما تھے۔ محترم صدر صاحب کے ارشاد پر جونہی مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے تلاوت قرآن کریم کا آغاز فرمایا۔ اس زبردست اجتماع پر ایک سکوت کی کیفیت طاری ہو گئی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم ظہور الدین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظم سنائی۔ اس کے بعد مکرم محمد اسمٰعیل صاحب صدر استقبالیہ نے خطبہ استقبالیہ پڑھا جس میں آپ نے جماعت احمدیہ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مختصر تعارف کراتے ہوئے یہ بتایا کہ تھوڑے سے ہی عرصہ میں جماعت احمدیہ نے بین الاقوامی پوزیشن حاصل کر لی ہے۔ اور مختصر عرصے میں جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق آج ساری دنیا میں اسلام کا جھنڈا بلند کرنے کے لئے کوشاں ہے۔ اس کے بعد آپ نے کہا کہ قومی یکجہتی کے لئے قومی اساس پر اب کوششیں کی جا رہی ہیں لیکن بانی سلسلہ عالیہ علیہ السلام نے آج سے ۷۲ سال قبل اپنی کتاب "پیغام صلح" کے ذریعہ اس کام کا آغاز فرما دیا تھا اور جماعت احمدیہ اپنے امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تعلیم کی اتباع میں گذشتہ چالیس سال سے یوم پیشوایان مذاہب کے جلسے منعقد کر رہی ہے۔ آپ نے تمام مہمانوں اور شرکاء کا خیر مقدم کیا۔ خطبہ استقبالیہ نہایت خوبصورت طبع کروا کر حاضرین میں بھی تقسیم کیا گیا۔

خطبہ استقبالیہ کے بعد محترم الحاج سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت نے صدر اجلاس حضرت محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مدظلہ العالی، شری راجیندر راؤ کلیانی آنریبل منسٹر حکومت آندھرا پردیش، شری کے کے ریڈی ضلع پریشد محبوب نگر۔ جناب اسد اللہ سعید صاحب کلکٹر ضلع محبوب نگر اور جناب حسن الدین احمد صاحب ریونیو آفیسر کی گلپوشی فرمائی۔ اور تمام مہمانان خصوصی اور حاضرین کو خوش آمدید کہا۔

سب سے پہلے شری کے برہمانند ریڈی وزیر اعلیٰ آندھرا پردیش کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا جس میں آپ نے اس روحانی اجتماع میں اپنی بعض مصروفیات کی وجہ سے شرکت نہ کر سکنے پر تاسف کا اظہار کرتے ہوئے جلسہ قومی یکجہتی کی کامیابی کے لئے اپنی نیک تمناؤں کا اظہار فرمایا۔ اور جماعت احمدیہ کی مخلصانہ و بے لوث سرگرمیوں کو سراہا۔ اس پیغام کو شری راجہ سوم کھوپال ممبر رکن مجلس قانون ساز آندھرا پردیش نے پڑھ کر سنایا۔

افتتاحی تقریر: شری راجیندر راؤ

کلیانی آنریبل وزیر مارکٹنگ حکومت آندھرا پردیش نے افتتاحی تقریر میں فرمایا کہ اس چھوٹے سے گاؤں میں قومی یکجہتی کا جلسہ منعقد کرنے پر میں جماعت احمدیہ کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آپ نے کہا کہ اس وقت ہمیں سب سے زیادہ قومی یکجہتی اور باہمی پیار و محبت کی ضرورت ہے ہمیں تمام مذاہب کے پیغاموں اور تعلیمات کو سنجیدگی سے سننا چاہیئے۔ کیونکہ کوئی بھی مذہب اور دھرم دوسروں کو نقصان پہنچانا نہیں سکھاتا۔ آخر میں آنریبل وزیر صاحب نے محترم امیر صاحب اور بانیانِ جلسہ کو اس اچھے کام پر مبارکباد دی۔ اور شکریہ ادا فرمایا۔

دوسری تقریر مکرم الحاج مرزا ذبیح اللہ بیگ صاحب ایڈیٹر دکن نیوز سروس و جنرل سیکرٹری قومی یکجہتی کمیٹی نے فرمائی۔ آپ نے سرکاری عہدہ داروں سے اپیل کی کہ وہ جذبۂ فرض شناسی پیدا کریں۔ اسلئے کہ ان کی ذرا سی بھی غفلت اور لاپرواہی سے مٹھی بھر شرپسند عناصر معصوم عوام کی جان و مال سے کھیل جاتے ہیں۔

تیسری تقریر مکرم سردار کلونت سنگھ صاحب سنتوال نائب صدر پنجابی برادری نے فرمائی۔ آپ نے قومی یکجہتی کے مقصد کو آگے بڑھانے کے لئے تمام مذاہب کے پیروؤں کو آگے آنے پر زور دیا اور کہا کہ ہم سب مل کر ہی ایسے مشترکہ پروگراموں سے قومی یکجہتی کے مقصد کو حاصل کر سکتے ہیں۔

اس کے بعد مولانا حافظ ابو یوسف صاحب ایم۔ ایل۔ سی نے بتلایا کہ ہندوستان کی آزادی کے لئے مسلمانوں نے کتنی عظیم الشان قربانیاں دی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ قومی یکجہتی کو مضبوط و مستحکم بنانے کے لئے ضروری ہے کہ نفرت و حقارت و عداوت کی فضاء کو ختم کیا جائے اور ایسے جلسوں نیز دیگر ذرائع سے محبت و اخوت کے جذبات ابھارے جائیں اور لوگوں کو امن و امان سے رہنے اور شانہ بہ شانہ ملک کی ترقی کے لئے جدوجہد کرنے کے مواقع حاصل ہوں۔

الحاج عبد القادر صاحب جیلانی چیف آرگنائزنگ سیکرٹری آل انڈیا قومی یکجہتی نے تاریخ اور نصابی کتب میں ایسے اجزاء کو شامل کرنے پر زور دیا جنہیں پڑھ کر نئی نسل کے ذہن اور اندازِ فکر سے فرقہ وارانہ منافرت کے جذبات ختم ہو جائیں اور تمام فرقوں میں اتحاد و یکجہتی کا جذبہ پیدا ہو جائے۔ آپ نے بانیانِ جلسہ کو مختلف پیشوایانِ مذاہب کے لئے عزت و احترام کے جذبات پیدا کرنے پر مبارکباد پیش کی۔

ازاں بعد محترم اسد اللہ سعید صاحب آئی۔ اے۔ ایس کلکٹر و ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اپنی تقریر میں بتلایا کہ نظامِ شمسی سے ہٹ کر لاکھوں اور کروڑوں ستارے اور سیارے اور بھی ہیں لیکن وہ سب ایک اصول کے ماتحت چلتے ہیں اور کبھی آپس میں نہیں ٹکراتے لیکن اس چھوٹے سے کرۂ ارض پر بسنے والے انسان مختلف بنیادوں پر ٹکرا جاتے ہیں اور ایسا کرتے وقت انہیں اس بات کا کبھی خیال نہیں آتا کہ اسی زمین پر دوسری ہزاروں مخلوقات بھی ہیں۔ وہ بھی تو امن و امان سے رہتے ہیں انسان کو اپنے ماحول اور اس کے مناظر سے بھی امن و سکون سے رہنے کا سبق ملتا ہے۔ اسلئے ہمیں فطرت بھی یہ سبق دیتی ہے کہ اپنے ماحول کو پُرامن رکھیں اور محبت سے گذارہ کریں۔

اس کے بعد مولوی ولایت علی صاحب وظیفہ یاب محکمہ مال نے فرمایا کہ قومی یکجہتی کے جلسوں کا مقصد عوام کے دلوں میں نیک تبدیلی پیدا کر کے پیار و محبت کا جذبہ اجاگر کرنا ہے۔

ٹی۔ کے۔ ریڈی، صدر نشین ضلع پریشد محبوب نگر نے اپنی تقریر میں واضح کیا کہ ہر مذہب قومی یکجہتی کے اعلیٰ اور بلند اصولوں کا پرچار کرتا ہے اور مذہب کے اعلیٰ اصولوں سے دوری اور خود غرضی اور فرقہ پرستی سے قومی یکجہتی کو نقصان پہنچتا ہے۔ آپ نے قومی یکجہتی کی ضرورت پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی انقلابی اقدامات کے ذریعے قومی یکجہتی اور ملک میں اتحاد و اتفاق کو مستحکم اور مضبوط کر رہی ہیں۔

آخری تقریر مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ انچارج دہلی نے فرمائی۔ آپ نے اپنی تقریر میں ویدوں، گیتا، قرآن شریف اور گرنتھ صاحب کے حوالوں سے ثابت کیا کہ کس طرح تمام مذاہب کے بانیوں نے محبت، اخوت اور انسانی مساوات کی تعلیم دی۔ آپ نے حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات اور جماعت احمدیہ کی عملی سرگرمیوں کا جائزہ لیتے ہوئے نہایت ہی مؤثر اور دلچسپ انداز میں یہ بتلایا کہ ہم تمام مذاہب کے پیروؤں اور ان کی تعلیمات کا احترام کرتے ہیں اور اپنے قول و فعل سے انسانی برادری میں محبت اور ہم آہنگی کی فضا پیدا کرتے ہیں۔

تقریر صدارت:-

محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مدظلہ العالی نے صدارتی خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ کہنا کہ قومی یکجہتی کا مسئلہ خالص سیاسی مسئلہ ہے درست نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک اخلاقی، مذہبی اور انسانی مسئلہ بھی ہے۔ پس ہمیں اس وقت بڑی ذہنیت کو بدلنے اور بار بار اس سلسلے میں کوشش کرتے رہنے کی ضرورت ہے۔

موصوف نے اپنا خطاب جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ باوجود اس کے کہ جماعت احمدیہ ایک خالصۃً مذہبی جماعت ہے۔ آج ہمارا ملک جن حالات سے گذر رہا ہے۔ بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی دوربین نگاہوں نے ۱۹۰۸ء میں وہ حالات دیکھ لئے تھے جو بعد میں پیش آنے والے تھے چنانچہ آپ نے ان کے تدارک کے لئے ایک کتاب "پیغام صلح" تحریر فرمائی، جس میں آج کے مسائل کو حل کرنے اور ایک پُرامن معاشرے کے قیام کے لئے زرین اصول پیش کئے گئے ہیں۔

آخر میں محترم موصوف نے اس مسئلے کا عملی حل یہ بتلایا کہ سیدنا حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم یہ ہے کہ اگر تمہارے سامنے بُرے کام کئے جائیں تو اس وقت حوصلہ، غیرت قومی اور طاقت ہو تو اس بُرائی کو روکنے کی کوشش کرو۔ اور اگر اس کی تمہارے اندر طاقت نہ ہو تو زبان سے روکنے کی کوشش کرو۔ اور اگر اس کی بھی ہمت نہ ہو تو اس بُرے فعل کی دل سے نفرت کرو۔ آپ نے ملک کے تمام باشندوں سے اپیل کی کہ اس تعلیم پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں تاکہ ہماری کوششوں، ہماری زبان اور ہمارے دلی جذبے سے ملک میں پیدا شدہ خرابیاں دور ہو سکیں۔ آخر میں آپ نے حاضرین اجلاس اور معزز مہمانوں اور مقررین کا شکریہ ادا فرماتے ہوئے دُعا پر جلسے کی کارروائی برخواست کرنے کا اعلان فرمایا۔

اس اجلاس میں غیر معمولی حاضری تھی جس کا اندازہ ۵ پانچ ہزار تک کا ہے۔ حاضرین آخری وقت تک جلسے کی کارروائی کو نہایت غور اور سنجیدگی سے سماعت فرماتے رہے۔ اس اجلاس کی رپورٹ حیدر آباد کے تمام مؤقر روزناموں نے شائع کی جن میں کثیر الاشاعت روزنامے دکن کرانیکل، سیاست، رہنمائے دکن، ملاپ، انگارے وغیرہ شامل ہیں۔ اجلاس میں نیوز رپورٹنگ اور فوٹو گرافی کا معقول انتظام تھا، اجلاس کے بعد تمام معزز مہمان رات کا کھانا کھا کر واپس ہوئے۔

۹ر اکتوبر ۱۹۷۰ء:-

مسجد فضل عمر کو رنگ برنگ بجلی کے قمقموں سے چراغاں کیا گیا تھا۔ وہ اپنی مثال آپ تھا۔ دور دراز فاصلوں سے اس کے بلند و بالا جگمگاتے مینار اور دلکش روشنیوں کے جگمگاتے قمقمے عجیب نظارہ پیش کر رہے تھے۔ مخلصین احمدیت [illegible] سے سہمے جا رہے تھے۔ جبکہ بلند [illegible] مسیح موعود دل کی گہرائیوں سے حمد و ثنا کے نغمے گا رہے تھے۔ اس مسجد کا سنگِ بنیاد [illegible] سے ایک پتھر اینٹ کے سائز کا تیار کر کے حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ربوہ بھیجا گیا تھا۔ حضور پُرنور نے ازراہِ شفقت اس سنگِ بنیاد کو دستِ مبارک میں لے کر ایک لمبی پُرسوز دعا فرمائی تھی۔ اور ہدایت فرمائی تھی کہ یہ سنگِ بنیاد الحاج محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب صدر جماعت رکھیں چنانچہ ۱۹۵۵ء میں اس مسجد کی بنیاد رکھی گئی۔ اور اس کا نام "مسجد فضل عمر" رکھا گیا۔ اس مسجد کا افتتاح خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس فرد اور ہمارے قابلِ صد احترام مہمانِ خصوصی سیدی حضرت مرزا وسیم احمد صاحب مدظلہ العالی کے مبارک ہاتھوں سے آج ساڑھے گیارہ بجے دن ہونے والا تھا۔ تمام مہمان واجب الاحترام صاحبزادہ صاحب کی آمد کے منتظر مسجد سے باہر کھڑے تھے۔ حضرت محترم صاحبزادہ صاحب مدظلہ نے تشریف لاتے ہی مسجد کے باہر ایک لمبی اور رقت آمیز اجتماعی دعا کرائی۔ اس کے بعد مسجد میں داخل ہونے کی دُعا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ بلند آواز سے پڑھتے ہوئے سب سے پہلے داخل ہوئے۔ محترم الحاج سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت کے زیر صدارت افتتاحِ مسجد کے جلسہ کا آغاز ہوا۔

سب سے پہلے محترم حکیم محمد الدین صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ کلکتہ نے تعمیر بیت اللہ کے وقت کی گئی دعائے ابراہیمؑ کی تلاوت فرمائی۔ اس کے بعد مکرم منصور احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعائیہ اشعار سنائے۔ اس کے بعد تقاریر کا آغاز ہوا۔

پہلی تقریر مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ انچارج دہلی نے کی۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کے ابتدائی حالات کا نہایت مؤثر رنگ میں نقشہ کھینچتے ہوئے فرمایا کہ مسجد جماعت کے اتحاد اور جماعت کی ترقی کے لئے بہت ہی اہم اور ضروری ہوا کرتی ہے مخالفین نے چاہا کہ احمدیوں کو مسجدوں سے نکال کر احمدیت کو ختم کر دیں۔ لیکن اللہ جل شانہٗ نے چاہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے ادنیٰ خادم اور مسیح پاک کے پیرو اپنے اسلام اور احمدیت کے خدام اکنافِ عالم میں زمین کے کناروں تک کفر و الحاد اور تثلیث کے مراکز میں مسجدیں بناتے چلے جائیں اور

وعظ سے اللہ اور سچے رسول نبی اکرم صلعم کا نام بلند ہوا۔ آپ نے اس عید ملے سے گاؤں میں ایسی عظیم الشان مسجد کی تعمیر کو آئندہ ترقیات کا پیش خیمہ قرار دیا۔

دوسری تقریر مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ سلسلہ احمدیہ بمبئی نے فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب نسلِ انسان کی ابتدا کی تو آدم علیہ السلام کے ذریعہ سب سے پہلے مسجد کی بنیاد رکھوائی۔ پھر اس کے بعد حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ہاتھوں ایک مسجد کی بنیاد رکھوائی گئی۔ جو اگرچہ ایک ویران مقام پر تھی آج وہ توحید باری تعالیٰ اور ہدایت کے لئے ساری دنیا کا مرکز ہے۔ آپ نے مسجد کی اہمیت بیان کرتے ہوئے اس خدمت کا ذکر کیا جس کی رسول کریم صلعم نے بشارت دی ہے کہ زمین پر جو اللہ تعالیٰ کے لئے مسجد بنائے گا۔ موصوف نے فرمایا کہ اس چھوٹی سی بستی میں اتنی وسیع اور شاندار مسجد کا بنایا جانا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام "وسع مکانک" کی عملی تعبیر ہے جو مستقبل کے لئے فالِ نیک ہے۔ جماعت احمدیہ بنت کنٹہ کو مسجد کے ہمیشہ آباد رکھنے کے لئے کوشاں رہنے کی تلقین فرماتے ہوئے آپ نے تقریر ختم فرمائی۔

آخری تقریر محترم الحاج سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ نے فرمائی۔ آپ نے اپنے خاندانی حالات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحب یادگیری رضی اللہ عنہ کے ذریعہ احمدیت یہاں پہنچی۔ سب سے پہلے میرے والد سیٹھ محمد حسین صاحب مرحوم نے احمدیت قبول کی۔ ان کی ہمیشہ خواہش رہی کہ یہاں ایک مسجد تعمیر ہو۔ باوجود کوشش کے اس زمانے کی حکومت نے جماعت احمدیہ کو مسجد کی تعمیر کی اجازت نہیں دی۔ محترم امیر صاحب نے بالتفصیل مخالفین کی طرف سے تعمیر مسجد کیلئے رکاوٹیں پیدا کرنے کی کوششوں اور واقعات کا ذکر فرمایا۔ اور کہا کہ جن افراد نے تعمیر مسجد کے سلسلے میں روکیں ڈالی تھیں ان سب کے گھر یہاں سے اُجڑ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ذلیل و رسوا کیا۔ اور وہ جائیدادوں اور گھروں سے محروم کئے گئے۔ اور جنہوں نے اس مسجد کی تعمیر کے لئے کوششیں کیں اللہ تعالیٰ نے ان کی کوششوں کو نوازا۔ آپ نے فرمایا۔ اس مسجد کی تعمیر ۱۹۵۵ء میں شروع ہوئی۔ اور چودہ سال بعد اللہ تعالیٰ نے ہمارے وہم و گمان سے بڑھ کر ایک عظیم الشان مسجد تعمیر کر دینے کی توفیق بخشی۔

مسجد کے افتتاحی اجلاس کے ختم ہونے پر آدھ گھنٹے کا وقفہ دیا گیا۔ اس کے بعد دوست تیار ہو کر نماز جمعہ کے لئے جمع ہوئے۔

خطبہ جمعہ:-

خطبۂ جمعہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مدظلہ العالی نے فرمایا۔ کہ ہم دور دراز علاقوں سے چل کر یہاں اسلئے جمع ہوئے ہیں کہ اس مسجد کے افتتاح میں شریک ہوں اور اس کے ساتھ کانفرنس بھی رکھی گئی ہے تاکہ تبلیغ۔ تربیت اور اجتماعی دعائیں بھی ہوں۔ اس کے بعد آنمحترم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ہی حیدرآباد میں آپ پر ایمان لانے والے موجود تھے۔ آپ نے خاص طور پر حکیم میر محمد سعید صاحب کا ذکر فرمایا۔ اسی طرح اڑیسہ کے علاقہ سونگھڑہ میں بھی مولوی میر محمد سعید صاحب کی تبلیغ سے احمدیت پہنچی اور پھر ان بزرگوں کی تبلیغ سے اطراف و اکناف کے علاقوں میں جماعتیں پھیلیں جن میں چنتہ کنٹہ بھی شامل ہے۔ خطبہ جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ کی تاریخ کا یہ نہایت درخشندہ پہلو ہے کہ احمدیوں کو جہاں کہیں مساجد کے سلسلہ میں کوئی تکلیف پہنچائی گئی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے اس کا ازالہ فرمایا۔ آپ نے خاص طور پر مسجد کپورتھلہ کے ایمان افروز واقعہ کا تفصیلی ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جو جج جان بوجھ کر احمدیوں کو بے دخل کرنا چاہتا تھا اس کا یہ حشر ہوا کہ عین اس دن جبکہ وہ فیصلہ سنانے کے لئے عدالت جا رہا تھا اور اس کا ملازم بوٹ کی ڈوریاں باندھ رہا تھا کرسی پر بیٹھی ہوئی حالت میں اس کی روح قفسِ عنصری کو چھوڑ گئی۔ اور اس کے بعد میں آنے والے حاکم نے اس بے انصافی کا ازالہ کر دیا اور مسجد جماعت احمدیہ کے حوالہ کر دی۔ اسی طرح آپ نے فرمایا کہ ریاست حیدرآباد کے علاقوں میں پہلے جماعت احمدیہ کو مساجد بنانے کی اجازت نہ تھی۔ لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ ہم نہایت آزادی کے ساتھ مساجد بنا سکتے اور ان میں عبادت کر سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سچے محبوں کے اموال اور اخلاص میں برکت ڈالے گا۔ چنانچہ ان بزرگوں نے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے محب اور احمدیت کے سچے خادم تھے اللہ تعالیٰ کے سلوک کا مشاہدہ کیا آپ نے دوستوں کو نصیحت فرمائی کہ وہ صدق و صفا و خلوص و محبت کے ساتھ سلسلہ کے خادم بنیں۔ اور پھر خدا تعالیٰ کے افضال دیکھیں۔

آخر میں آپ نے مقامی احباب کو عبادات اور ذکر الٰہی کے ساتھ مسجد کو معمور کرنے کی تلقین فرمائی۔ اس کے بعد آپ نے ایک اعلانِ نکاح فرمایا اور مکرم شیخ عبد العزیز صاحب ولد بابا صاحب مکرم محمد قاسم صاحب ولد عبد القادر صاحب اور مکرم فخر الدین صاحب ولد شیخ صاحب ساکنان بلاری میسور اسٹیٹ کی بیعتوں کا اعلان فرمایا۔ یہ بیعتیں مکرم مولوی محمد ولی الدین صاحب کے ذریعہ ہوئی تھیں۔ آپ نے بیعت کنندہ احباب کو مبارکباد پیش کی اور حاضرین کو ان کے لئے دعا کی تحریک فرمائی۔

(باقی آئندہ)

ترسیل زر اور جملہ انتظامی امور سے متعلق ہر قسم کی خط و کتابت بنام مینیجر بدر کیجئے:-

---

چندہ جلسہ سالانہ

چندہ جلسہ سالانہ بھی چندہ عام اور حصہ آمد کی طرح لازمی چندوں میں سے ہے۔ جو کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ مبارک سے جاری ہے اور اس کی شرح ہر دوست کی سال میں ایک ماہ کی آمد کا دسواں حصہ یا سالانہ آمد کا $\frac{1}{120}$ مقرر ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کی تعمیل میں اس چندہ کی سو فیصدی وصولی جلسہ سالانہ سے قبل ہونی ضروری ہے۔ تاکہ جلسہ سالانہ کے کثیر اخراجات کا انتظام بروقت سہولت کے ساتھ ہو سکے۔

جلسہ سالانہ کی مد میں اب تک وصولی کی پوزیشن کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ متعدد جماعتہائے احمدیہ ہندوستان نے تاحال اس چندہ کی ادائیگی کی طرف کما حقہٗ توجہ نہیں دی۔ اور بعض جماعتیں ایسی بھی ہیں جن کی طرف سے ابھی تک اس مد میں کوئی رقم وصول نہیں ہوئی۔ لہٰذا جملہ احباب جماعت و عہدیدارانِ مال اور مبلغین کرام سے درخواست کی جاتی ہے کہ چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی کی طرف خاص توجہ دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تمام احباب جماعت کو اس چندہ کی بلد از جلد سو فیصدی ادائیگی کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

فہرست وعدہ جات نصرت جہاں ریزرو فنڈ

وہ خوش نصیب احباب جن کو اپنے آقا امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آواز پر لبیک کہنے کی توفیق ملی ہے۔ ان کے نام بغرضِ دعا شائع کئے جا رہے ہیں اور فہرست ہذا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بغرضِ دعا پیش کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قربانی قبول فرمائے اور ایفاءِ وعدہ کی توفیق بخشے۔

۱- مکرم عبد الرشید صاحب ٹیلی ماسٹر ممبر رسلہ ۔ ۔۔۔۔ ۵۰۰

۲- مکرم عبد القدیر صاحب بکدرواہ ۔۔۔۔ ۵۰۰

۳- مکرم عبد الرحمٰن خاں صاحب سکرٹری مال بکدرواہ ۔۔۔۔ ۵۵۰

۴- مکرم ماسٹر رحمت اللہ صاحب مدرس بکدرواہ ۔۔۔۔ ۵۰۰

۵- مکرمہ امینہ بی بی صاحبہ اہلیہ غلام محمد خاں صاحب کیرنگ ۔۔۔۔ ۵۰

۶- مکرم عبد الستار خاں صاحب ولد غلام محمد خاں صاحب کیرنگ ۔۔۔۔ ۲۵

۷- مکرمہ اہلیہ صاحبہ عبد الستار خاں صاحب کیرنگ ۔۔۔۔ ۲۵

۸- مکرم یعقوب خاں صاحب کیرنگ ۔۔۔۔ ۱۰

۹- مکرمہ بصیرہ بی بی صاحبہ اہلیہ یعقوب خاں صاحب کیرنگ ۔۔۔۔ ۵

۱۰- مکرم شہامت احمد خاں صاحب ابن یعقوب خاں صاحب کیرنگ ۔۔۔۔ ۵

۱۱- مکرم سلامت اللہ خاں صاحب ولد مشرف خاں صاحب ۔۔۔۔ ۴۰

۱۲- مکرم معین الدین خاں صاحب کیرنگ ۔۔۔۔ ۲

ناظر بیت المال قادیان

صدقۃ الفطر

صدقۃ الفطر بظاہر ایک چھوٹا اور معمولی سا حکم ہے مگر بعض احکام جو دیکھنے میں معمولی نظر آتے ہیں حقیقت میں وہ بڑے اہم اور ضروری ہوتے ہیں ان کا ادا کرنا اللہ تعالے کی خوشنودی اور نہ ادا کرنا خدا تعالے کی ناراضگی کا باعث ہو سکتا ہے۔ اس قسم کے اسلامی حکموں سے جو حقوق العباد سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک حکم صدقۃ الفطر کا بھی ہے جو کہ تمام مسلمان مردوں اور عورتوں اور بچوں پر خواہ وہ کسی حیثیت کے ہوں فرض ہے جو شخص اس فرض کو ادا نہ کرسکتا ہو اس کی طرف سے اس کے سرپرست یا مربی کے لئے ضروری ہے کہ وہ ادا کرے۔ بلکہ معتبر روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ غلام اور لونڈی بلکہ بچّے پر بھی صدقۃ الفطر فرض ہے۔

اس کی مقدار اسلام نے ہر ذی استطاعت شخص کے لئے ایک صاع رغلہ یا اسکی قیمت مقرر کی ہے۔ جو کم و بیش ۲ ½ سیر کا ہوتا ہے۔ سالم صاع کا ادا کرنا افضل اور اولیٰ ہے البتہ جو شخص سالم صاع ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ نصف صاع بھی ادا کر سکتا ہے چونکہ آجکل صدقۃ الفطر نقدی کی صورت میں ادا کیا جاتا ہے اس لئے جماعتیں غلہ کے مقامی نرخ کے مطابق فطرانہ کی شرح مقرر کر سکتی ہیں۔

صدقۃ الفطر کی ادائیگی عید الفطر سے کم از کم پانچ روز پہلے ہو جانی چاہیئے تاکہ بیواؤں اور یتیموں کی اس رقم سے طعام اور لباس کے لئے بروقت امداد کی جا سکے۔

یہ رقم مقامی غرباء اور مساکین پر بھی خرچ کی جا سکتی ہے لیکن جن جماعتوں میں صدقۃ الفطر کے مستحق لوگ نہ ہوں وہ ایسی تمام رقوم مرکز میں بھجوائیں۔ یاد رہے کہ صدقۃ الفطر سے دیگر مقامی ضروریات پر خرچ کرنے کی ہرگز اجازت نہیں۔

قادیان کے ارد گرد غلہ کی اوسط قیمت کے مطابق ایک صاع کی قیمت دو روپے بنتی ہے قادیان کے لئے یہی پوری شرح مقرر کی گئی ہے۔

۲۔ عید فنڈ:۔ نیز سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے ہر کمانے والے فرد کے لئے کم از کم ایک روپیہ فی کس شرح سے عید فنڈ مقرر ہے اس لئے احباب اس مد میں زیادہ سے زیادہ چندہ ادا کر کے عند اللہ ماجور ہوں اس مد میں وصول ہونے والی ساری رقم مرکز میں آنی چاہیئے۔

اللہ تعالے سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے جملہ احباب جماعت کو ان ضروری فریضوں کی ادائیگی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

ادائیگی زکوٰۃ

(۱) "زکوٰۃ" اسلام کا ایک اہم اور بنیادی رکن ہے۔
(۲) ہر صاحب نصاب پر اس کی ادائیگی فرض ہے۔
(۳) کوئی دوسرا چندہ "زکوٰۃ" کا قائم مقام تصوّر نہیں کیا جا سکتا۔
(۴) زکوٰۃ "مومنوں کے مال کو پاک کرتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالے عنہ کے ارشاد کی رو سے زکوٰۃ کی تمام رقوم مرکز میں آنی چاہئیں۔ تمام صاحب نصاب احباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ ان مقدس اور بابرکت ایام میں جس قدر زکوٰۃ آپ کے ذمہ واجب الادا ہے اسے ادا کر کے اللہ تعالے کے فضلوں کو جذب کرنے والے بنیں۔

اللہ تعالے آپ کو اس کی توفیق بخشے

ناظر بیت المال قادیان

اطلاع: نظارت نے کٹک (اڑیسہ) کے مبلغ مکرم مولوی محسن خاں کا تبادلہ کیرنگ میں۔ اور کیرنگ کے مبلغ مکرم مولوی سید محمد موسیٰ کا تبادلہ سونگھڑہ میں اور سونگھڑہ کے مبلغ مکرم سید فضل عمر صاحب کا تبادلہ ...

دعائے مغفرت!

(۱) محترم مولوی محمد صاحب ایم۔ اے صدر جماعت احمدیہ مدراس پیرانہ سالی کے عوارض میں مبتلا رہ کر مورخہ ۱۲ر اخاء ر اکتوبر) بروز بدھ بوقت ۸ بجکر ۴۵ منٹ پر بعد دوپہر وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۸۲ سال تھی مرحوم نے ۵۰ سال کا طویل عرصہ جماعت احمدیہ مدراس کی صدارت کے عہدے پر فائز رہ کر نہایت احسن وخوبی سے جماعت کی قیادت فرمائی۔ اللہ تعالے نے مرحوم کو اس طویل خدمت کا اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

آپ کی وفات کی خبر ملتے ہی تمام احباب جماعت آپ کے مکان پر حاضر ہوئے خاکسار نے ۷ بجے شام نماز جنازہ پڑھائی۔ ۸ بجے تک قریبی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالے مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے۔ اور مرحوم کے اقرباء اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آپ کی اولاد کو مرحوم باپ کے نقش قدم پر چل کر احمدیت کی خدمت کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

خاکسار محمد عمر مبلغ انچارج مدراس

۲۔ خاکسار کی خالہ سیدہ ناصرہ خاتون صاحبہ ایک لمبی علالت کے بعد عالم آخرت کو کوچ فرما گئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ نہایت ہی مخلص احمدی عبادت گزار اور خلیق انسان تھیں۔ ایک لمبے عرصہ تک لجنہ اماء اللہ سونگھڑہ کی صدر رہیں اور نہایت اخلاص کے ساتھ وہاں کی مستورات میں احمدیت کی تعلیم اور روح قائم رکھی کئی احمدی بچیوں کو قرآن کریم ناظرہ پڑھایا۔ بہرکیف دکھ کی در دیکھ کر تشویش ہوتی رہی۔ علاج معالجہ میں کوئی کسر باقی اٹھا نہ رکھی گئی۔ مگر تقدیر مبرم کے آگے کسی کی پیش نہیں جاتی ہے۔ وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔

درویشانِ کرام و بزرگان جماعت سے دردمندانہ درخواست ہے کہ ان کے درجات کی بلندی کے لئے دردِ دل سے دعا فرما کر مشکور فرمائیں۔ نیز پسماندگان کے لئے دعا فرمائیں کہ خدا ان کا حامی و حافظ ہو اور صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

غمزدہ خاکسار ڈاکٹر سید حمید الدین احمد از جمشید پور

۳۔ ۲۲ر اکتوبر بروز جمعرات میاں فضل عمر ابن خان نور محمد صاحب مرحوم کو بھدرک اڑیسہ کلکتہ میں اچانک اپنے آفس پر دل کا دورہ پڑا۔ اور حرکت قلب بند ہو جانے پر اللہ تعالے کو پیارے ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس وقت موصوف کی عمر پینتیس سال تھی۔

مرحوم نے اپنے پیچھے بیوہ دو لڑکیاں اور ایک لڑکا بطور یادگار چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالے مرحوم کو اپنے قرب میں جگہ دے اور پسماندگان کو اس صدمہ عظیم کے وقت صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

طالب دعا: مظفر فضل احمد عفی عنہ خوردہ (اڑیسہ)

(۴) ہمارے مخلص احمدی بھائی مکرم لطیف الرحمن صاحب آف چودہ کلاٹ (اڑیسہ) کی ہمشیرہ محترمہ لطیف النساء صاحبہ جو موصیہ اور نیک و پارسا خاتون تھیں اور باوجود مخالفت کے احمدیت پر ثابت قدم رہیں۔ گذشتہ ۲۳ر اکتوبر ۱۹۷۰ء کو بروز جمعہ کٹک میڈیکل ہسپتال میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جملہ احباب جماعت سے گذارش ہے کہ احباب دعا فرمائیں کہ مولا کریم محض اپنے فضل سے مرحومہ کو غریق رحمت کرے اور اپنے قرب خاص میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرے۔ آمین ثم آمین۔

خاکسار سید محمد زکریا احمدی از کٹک (اڑیسہ) صدر جماعت احمدیہ بھدرک۔

درخواستِ دعا: اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خاکسار کو امسال بی۔ ایس۔ سی (B.Sc.) فائنل کے امتحان میں نمایاں کامیابی سے نوازا ہے الحمد للہ۔ احباب بزرگان کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ مولا کریم اس کامیابی کو سلسلہ اور خاندان کے لئے بابرکت کرے اور مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین۔ خاکسار سید ظفر الدین احمد سونگھڑہ اڑیسہ

نوٹ:۔ موصوف نے اس خوشی میں مبلغ دس روپے اعانت بدر میں ارسال کئے ہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

مسلمانانِ عالم کیلئے ہیئتِ جامعہ ۔ بقیہ اداریہ صفحہ ۲

جسے قرآن کریم نے :

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا ۔

کے جامع الفاظ میں بیان کیا ہے ۔ دُنیا شاہد ہے کہ یہ فرقانی حیثیت صرف اور صرف جماعتِ احمدیہ کے افراد کو حاصل ہے ۔ حال ہی میں رُوڑکی کانفرنس میں وسیع پیمانے پر تقابلی صورت میں ایک دُنیا نے مشاہدہ کرلیا ۔

الغرض جس خلافت علیٰ منہاج النبوت کا وعدہ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زبانِ حقیقت ترجمان سے امتِ محمدیہ کو دیا گیا تھا خدا کا شکر ہے کہ جب اس کا وقت آیا تو سچے وعدوں والے خدا نے اسے پُورا کر دکھایا ۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ دُنیا کے بہت سے کوتاہ بینوں کی نگاہیں اس کی شناخت سے محروم رہیں ۔ مگر ان کی عدم شناخت کے سبب سچے کی صداقت پر کسی طرح کا حرف نہیں آسکتا ۔

سورۃ جمعہ میں رسول اللہ کی دو بعثتوں کا ذکر ہے اور دوسری بعثت الامام المہدی ہی کے رُوپ میں جلوہ گر ہونے والی ہے ۔ اسی لئے تو اس مقدس وجود کے بارے میں کبھی فرمایا " یُدْفَنُ مَعِیَ فِیْ قَبْرِیْ " اور کبھی ارشاد ہُوا کہ " یُوَاطِئُ اِسْمُہٗ اِسْمِیْ " جو استعارہ کے رنگ میں کامل اتحاد کی طرف اشارات ہیں ۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ظلِ کامل ہونے کے سبب جب امام مہدی کو نبوّت کا منصب اور مقام حاصل ہو گیا اور مسیح موعود ہونے کے لحاظ سے بموجب حدیث "مسلم" وہ نَبِیُّ اللّٰہ ہوئے تو پھر رسول اللہ کے وعدے کے مطابق ان کے ذریعہ خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ کا قیام عمل میں آنا تھا ۔

اور ایسا ہی ہُوا ۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو جب خدا تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ الہام اس بات کا علم دیا گیا کہ اب ان کی وفات کا وقت قریب ہے تو باعلامِ الٰہی آپؑ نے یہ بھی بتا دیا کہ میرے بعد اسی طرح سلسلۂ خلافت جاری رہے گا جس طرح رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے ذریعہ اس مبارک سلسلہ کا آغاز ہُوا ۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ مئی ۱۹۰۸ء میں جب مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی وفات ہوئی تو آپ کی جماعت کا جس امر پر سب سے پہلے اجماع ہُوا وہ خلافت ہی کا مسئلہ ہے ۔ اور سب نے متفقہ طور پر حضرت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہٗ کو آپؑ کا خلیفہ اور جانشین منتخب کیا ۔ اس کے چھ سال بعد جب حضرت مولانا صاحب رضی اللہ عنہٗ بھی خدا کو پیارے ہوئے تو حسب سابق جماعت کی اکثریت نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ عنہٗ کو دوسرے خلیفہ کے طور پر اپنا امام منتخب کیا ۔ اس منصب عالی پر فائز رہتے ہوئے اللہ تعالےٰ کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو ۵۲ سال تک ایسی شاندار اسلامی خدمات بجا لانے کی توفیق ملی کہ خلافتِ ثانیہ کا یہ ۵۲ سالہ دَور جماعتِ احمدیہ میں ایک روشن دَور ہے ۔ اس روشن زمانہ میں بیسیوں مواقع ایسے بھی آئے جبکہ جماعت کو اسلام کی مثالی خدمات بجا لانے میں نمایاں پوزیشن حاصل ہوئی ۔ اس کی تمام تر وجہ خلافتِ حقہ کی صحیح اور مؤیّد من اللہ قیادت تھی ۔

پھر جب ۱۹۶۵ء میں اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو بھی بُلا لیا تو جماعت نے حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب ایدہُ اللہ تعالیٰ کو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے تیسرے خلیفہ کے طور پر منتخب کرکے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی ۔ اس بیعت کا مطلب اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ دینِ اسلام کی خدمت و اشاعت کے کام میں جو ساری جماعت کا واحد مطمحِ نظر ہے ۔ اپنی تمام مساعی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی قیادت میں جاری رکھی جائیں گی ۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ خدا کے فضل سے اس وقت جماعتِ احمدیہ ساری دُنیا میں جس تیزی اور کامیابی کے ساتھ اس کارِ خیر کو منصوبہ بند طریق سے وسیع کرتی جارہی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے ۔

پس اِس نیک مہم کے سلسلہ میں ہم رُوئے زمین کے سارے مسلمانوں کو محبت و اُلفت کے ساتھ دعوت دیتے ہیں کہ جس قدر جلد ہوسکے وہ بھی اس کارِ خیر میں جماعتِ احمدیّہ کے ساتھ شامل ہو جائیں ۔ اور اُن برکتوں سے حصّہ پائیں جو ایک واجب الاطاعت امام کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر متحدہ مساعی کا نتیجہ ہیں ۔ بھائیو ! ایک لمبا زمانہ آپ لوگوں نے جماعت سے باہر رہ کر دیکھ لیا ۔ اور اپنے اپنے طریق پر کام کرکے اس کا عملی تجربہ بھی کرلیا ۔ اگر آج نہیں تو کل اس حقیقت کو تسلیم کرلینا پڑے گا کہ عالمِ اسلام کے اتحاد کا ذریعہ رُوحانی نقطہ ہی ہے ۔ اور اسی رُوحانی وجود کے ذریعہ اسلام کو رُوحانی عروج اور سربلندی اور غلبہ حاصل ہونے والا ہے ۔

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق ۔

آپ کا چندہ اخبار ختم ہے

مندرجہ ذیل خریدارانِ اخبار بدر کا چندہ ماہ فتح ۱۳۴۹ ہش (مطابق دسمبر ۱۹۷۰ء) میں کسی تاریخ کو ختم ہو رہا ہے ۔ آپ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنی اوّلین فرصت میں ایک سال کا چندہ مبلغ دس روپے بھجوا کر ممنون فرمادیں ۔ تاکہ اُن کے نام اخبار جاری رہ سکے ۔ اگر ان کی طرف سے چندہ وصول نہ ہُوا تو چندہ ختم ہونے کی تاریخ کے بعد ان کے نام اخبار بدر کی ترسیل بند کر دی جائے گی ۔

امید ہے کہ اخبار کی افادیت کے پیشِ نظر تمام احباب جلد رقم ارسال کرکے ممنون فرمادیں گے ۔ ان احباب کو بذریعہ خط بھی اطلاع دی جارہی ہے ۔

مینجر اخبار بدر قادیان

خریداری نمبر	اسماء خریداران	خریداری نمبر	اسماء خریداران
۱۰۰۳	مکرم ڈاکٹر سید حمید الدین احمد صاحب	۱۴۲۱	مکرم محمد احمد صاحب سولیجہ
۱۰۰۶	مکرمہ مسز عظمت رشید صاحبہ	۱۴۲۴	،، حاجی بشیر احمد صاحب ۔
۱۰۱۶	میسرز احمدی ایجنڈ کو	۱۴۲۷	،، ماسٹر رحمت اللہ صاحب منڈاشی
۱۰۲۳	مکرم غفار خان صاحب ۔	۱۴۶۹	،، عبدالشکور صاحب ۔
۱۰۲۸	،، محمد عبدالغنی صاحب	۱۴۷۶	،، بشیر الدین احمد صاحب ۔
۱۰۳۳	،، سید غلام ابراہیم صاحب ۔	۱۵۳۷	،، عبدالقدیر صاحب جمگاؤں ۔
۱۰۴۰	،، سید برکات احمد صاحب ۔	۱۶۶۶	کوئیک بیٹری چارجنگ ورکس ۔
۱۰۴۹	،، عبدالرحمٰن خان صاحب ۔	۱۶۷۸	مکرم مولوی ندیم اللہ صاحب ۔
۱۰۵۱	،، ایم ۔ احمد صاحب ۔	۱۷۱۱	،، قریشی محمد ناصر صاحب ۔
۱۰۸۴	،، شیخ فقیر محمد صاحب ۔	۱۷۱۹	،، ایم ۔ اے باقی صاحب ایم ۔ اے ۔
۱۱۲۶	مکرمہ برکت بی بی صاحبہ ۔	۱۷۲۰	،، مرزا شریف احمد بیگ صاحب ۔
۱۱۳۲	مکرم سید داؤد احمد صاحب ۔	۱۷۲۳	،، ایم ۔ زیڈ ۔ این صاحب ۔
۱۱۴۶	،، محمد حنیف صاحب ۔	۱۷۲۵	،، مبارک احمد صاحب ۔
۱۱۵۳	،، فضل الرحمٰن صاحب ۔	۱۷۲۶	،، عبدالمجید صاحب مضطر ۔
۱۱۹۵	،، سید محمد عاشق حسین صاحب	۱۷۲۷	،، عبدالمنان صاحب راقم ۔
۱۲۴۴	،، حمید احمد آٹو سروس ۔	۱۷۲۸	،، سید عمر صاحب ۔
۱۲۸۰	،، سید فضل احمد صاحب ۔	۱۷۳۳	،، محمد اسلم خان صاحب ۔
۱۳۰۳	،، قریشی محمد سلیمان صاحب ۔	۱۷۳۴	،، پی ۔ ایچ اسمٰعیل صاحب ۔
۱۳۵۵	،، مولوی عبدالحی خان صاحب آشفتہ	۱۷۳۵	،، محمد رشید احمد صاحب ۔
۱۳۵۶	،، ماسٹر اظہار الدین احمد صاحب ۔	۱۷۳۶	،، حمید الدین صاحب ۔
۱۳۵۹	،، محمد سلیم صاحب نور ۔	۱۷۳۷	،، عبدالباسط خان صاحب ۔
۱۳۶۸	،، طارق احمد صاحب ۔	۱۷۴۰	مکرمہ مسز قیصر احمد صاحب ۔
۱۳۸۲	،، غلام رسول صاحب ۔	۱۷۴۲	مکرم پروفیسر عزیز احمد صاحب ۔
۱۳۹۱	،، محمد منصور احمد صاحب	۱۷۴۳	،، غلام حیدر خان صاحب اجمیری ۔
۱۳۹۸	،، محمد رشید صاحب ۔	۱۷۴۴	،، محمد حنیف صاحب احمدی
۱۴۰۱	،، ایس ۔ کے بخش صاحب ۔	۱۹۲۱	،، اعجاز احمد صاحب ۔
۱۴۰۹	مکرمہ زاہدہ بیگم صاحبہ	۱۹۸۰	،، این حامد صاحب ۔
۱۴۱۳	مکرم نصیر احمد صاحب ۔	۱۹۸۲	،، رفیق احمد صاحب ۔
۱۴۲۰	،، محمد سعید صاحب ۔		

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفس کرتی ہے

رمضان المبارک میں

فدیۃ الصیام اور انفاقِ مال

رمضان شریف کا بابرکت مہینہ شروع ہو چکا ہے۔ اس مبارک مہینہ میں ہر عاقل۔ بالغ اور صحت مند مسلمان کے لئے روزہ رکھنا فرض ہے۔ روزہ کی فرضیت ایسی ہی ہے جیسے دیگر ارکانِ اسلام کی۔ البتہ جو مرد و عورت بیمار ہو، اور ضعفِ پیری یا کسی دوسری حقیقی مجبوری و معذوری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو اس کو اسلامی شریعت نے فدیۃ الصیام ادا کرنے کی رعایت دی ہے۔ از روئے شریعت اصل فدیہ تو یہ ہے کہ کسی غریب محتاج کو اپنی حیثیت کے مطابق رمضان مبارک کے ہر روزہ کے عوض کھانا کھلا دیا جائے۔ بلکہ یہ صورت بھی جائز ہے کہ نقدی یا کسی اور طریق سے کھانے کا انتظام کر دیا جائے۔

سو میں اپنے معذور دوستوں کی خدمت میں بذریعہ اعلانِ ہذا گزارش کروں گا کہ ان میں سے جو احباب پسند فرمادیں کہ ان کی رقم سے کسی مستحق درویش کو روزہ رکھوا دیا جائے تو وہ فدیہ کی رقم قادیان میں ارسال فرمادیں۔ اس طرح ان کی طرف سے ادائیگیٔ فرض بھی ہو جائے گا اور غریب درویشان کی ایک حد تک امداد بھی ہو سکے گی۔

فدیہ کے علاوہ بھی رمضان شریف میں روزہ رکھنے والوں کو اپنی اپنی استعداد کے مطابق سنّتِ نبویؐ پر عمل کرتے ہوئے صدقہ و خیرات کی طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رمضان مبارک میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر سخاوت کرنے والا اور کوئی نہیں دیکھا۔ پس قُربِ الٰہی میں ترقی کے لئے احبابِ کرام کو اس نیکی کی طرف خاص نگاہ رکھنی چاہیئے۔

اللہ تعالےٰ ہر احمدی کو اس نیکی کے بجا لانے کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے اور رمضان مبارک کی بے پایاں برکات سے بڑھ چڑھ کر متمتع ہونے کی سعادت بخشے۔ اللّٰھم آمین۔

امیر جماعتِ احمدیہ قادیان

نیا نظام

"وصیّت وہی ہے اُس نظام پر جو اسلام نے قائم کیا ہے"

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ اپنی تقریر "نظامِ نو" میں فرماتے ہیں:۔

"نئے نظام وہی لاتے ہیں۔ جو خدا تعالےٰ کی طرف سے دُنیا میں مبعوث کئے جاتے ہیں۔ جن کے دلوں میں نہ امیر کی دشمنی ہوتی ہے نہ غریب کی بیجا محبت ہوتی ہے۔ جو نہ مشرقی ہوتے ہیں نہ مغربی۔ وہ خدا تعالےٰ کے پیغمبر ہوتے ہیں۔ اور وہی تعلیم پیش کرتے ہیں جو امن قائم کرنے کا حقیقی ذریعہ ہوتی ہے۔ پس آج وہی تعلیم امن قائم کرے گی۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ آئی ہے۔ اور جس کی بنیاد "الوصیت" کے ذریعہ ۱۹۰۵ء میں رکھ دی گئی ہے۔"

پس جماعت کے ہر مرد و عورت کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس قائم فرمودہ نظامِ وصیت کے مطابق جلد سے جلد وصیتیں کر لینی چاہئیں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وقفِ جدید سال تیرہ ۱۳ کی وصولی کے متعلق

امسال چندہ وقفِ جدید کی وصولی کی رفتار حسبِ توقع نہیں بلکہ گزشتہ سال کے مقابل پر بہت ہی کم ہے۔ اس لئے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ امراءِ کرام اور صدر صاحبان حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشادات احبابِ جماعت کو بار بار سُنائیں ـــــ چندہ کی وصولی سے مجھے اُن جماعتوں کا علم بخوبی ہوتا ہے، جن کے بعض عہدیداران مناسب رنگ میں احبابِ جماعت کو تحریک نہیں کر رہے، یا بعض افراد عہدیداران کے ساتھ تعاون نہیں کر رہے۔

بہرحال ان دو صورتوں میں سے کسی ایک میں کمی کی وجہ سے وصولی پر اثر پڑ رہا ہے۔ اس لئے میں اُمید کرتا ہوں کہ عہدیداران و احبابِ جماعت ہر دو اس کمی کو دُور کرتے ہوئے چندہ وقفِ جدید کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیشِ نظر اسے دیگر ضروریات پر مقدم رکھ کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

مخلصین کے جواب کا انتظار

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے تحریکِ جدید کے نئے سال کے آغاز کا اعلان فرما کر احباب کو قُربانی کے لئے پھر ایک بار بُلایا ہے۔ جس کے لئے آپ کے مخلصانہ جواب کا انتظار ہے۔

اپنے وعدہ سے دفتر ہذا کو جلد از جلد اطلاع دیں اور ساتھ ہی ادائیگی کر کے ممنون فرمادیں۔

تار کے ذریعہ یادگیر اور حیدرآباد سے وعدے موصول ہوئے ہیں۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ٹرک یا کار وں

کے ہر قسم کے پُرزہ جات آپ کو ہماری دکان سے مل سکتے ہیں۔ اگر آپ کو اپنے شہر یا کسی قریبی شہر سے کوئی پُرزہ نہ مل سکے تو ہم سے طلب کریں۔

پتہ نوٹ فرمالیں

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

تار کا پتہ "AUTOCENTRE"

فون نمبرز 23-1652 23-5222

سپیشل گم بوٹ

جن کے آپ عرصہ سے متلاشی ہیں

مختلف اقسام، دفاع، پولیس۔ ریلوے۔ فائر سروسز۔ ہیوی انجنیئرنگ۔ کیمیکل انڈسٹریز۔ مائنز۔ ڈیریز۔ ویلڈنگ شاپس اور عام ضرورت کے لئے دستیاب ہو سکتی ہیں ـــ!!

گلوب ربڑ انڈسٹریز

★ـ آفس و فیکٹری: ۱۰ پربھورام سرکار لین کلکتہ ۱۵ فون نمبر ـــ ۳۲۷۲ ـ ۴۴
★ـ شوروم: ۱۳ لوئر چیت پور روڈ کلکتہ ۱ فون نمبر ـــ ۴۰۱ ـ ۳۴
★ـ تار کا پتہ: گلوب ایکسپورٹ "GLOBE EXPORT"